Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر (۵۲۵۴)

رجسٹرڈ ایل

الفضل

آزادی نمبر

روزنامہ

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ؍
سہ ماہی ۷ ؍
ماہوار ۲/۱ ۲ ؍

فی پرچہ ۳ ؍

۲۸ شوال ۱۳۶۹ھ

نمبر ۱۸۸	۱۳ اگست ۱۹۵۰ء	۱۳ ظہور ۱۳۲۹ ہش	جلد ۳۸/۴

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس [illegible] سے چھپوا کر دفتر الفضل [illegible] لاہور سے شائع کیا

اللہ تعالیٰ کے حضور میں

نور کا چشمہ وہ پھوٹے ارضِ پاکستان سے
جگمگا دے جو زمانے کی فضا ایمان سے

ہو نمونہ رُوبرو ہر دم رسولِ پاکؐ کا
زندگی کے طور ہم سیکھیں ترے فرقان سے

عدل اور انصاف سے قائم ہو دُنیا میں وقار
شان ہو اپنی بلند انسانیت کی شان سے

پاک کر دے اس وطن کو اے خدا افلاس سے
بلکہ ہمسایہ بھی کھائے نعمتوں کے خوان سے

صنعت و حرفت میں ہم پیدا کریں ایسا کمال
کچھ نہ منگوانا پڑے امریکہ و جاپان سے

بھائی بھائی اس طرح بن جائیں ابنائے وطن
تن کروڑوں ہوں مگر مربوط ہوں اک جان سے

ایک ننھا سا سفینہ ہے اسے مامون رکھ
مغربی اہلیت کے بیکراں طوفان سے

ٹل نہیں سکتا یہ تیری خاص رحمت کے سوا
آج ہے خطرہ جو خود انسان کو انسان سے

نقیؔ

روزنامہ ـــ الفضل ـــ لاہور
۱۳ اگست ۱۹۵۰ء

تعمیر پاکستان ابھی باقی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۴ اگست ۱۹۵۰ء کو ہم پاکستان کا تیسرا یوم پیدائش منا رہے ہیں۔ اور ہمارا یہ ننھا سا وطن ابھی عمر کی چوتھی منزل میں قدم رکھ رہا ہے ویسے تو ایک فرد کی زندگی میں بھی تین سال کی مدت بہت تھوڑی ہے۔ چہ جائیکہ ایک قوم کی زندگی کا سوال ہو لیکن جیسا کہ مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات ہم اپنے اس ننھے سے بروا کے چکنے چکنے پات دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال رہی تو انشاء اللہ یہی ننھا سا پودا ایک دن تن آور درخت بن جائیگا جس کی شاخوں میں پرندے گھونسلے بنائیں گے اور جس کے سائے میں حیوان اور انسان آرام پائیں گے۔

ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ پاکستان ایک خاص مقصد اور ایک خاص ضرورت کے پیش نظر معرض وجود میں آیا ہے۔ اگر وہی مقصد اور وہی ضرورت کے احساسات ہمارے دل و دماغ میں بسے رہیں اور ہماری راہ نمائی کرتے رہیں۔ تو جس آسانی سے ہم پاکستان بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یقیناً اسی آسانی سے ہم اسکو پروان بھی چڑھا سکتے ہیں۔ بے شک پاکستان بن گیا ہے۔ اور اس کی عمر بھی تین سال کی ہو چکی ہے۔ لیکن اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام ختم ہو گیا ہے اور ہماری محنت ٹھکانے لگ گئی ہے۔ اور سمجھنے لگیں کہ بس اب خود بخود یہ ڈگر چلتا جائے گا۔ ہمیں اب زیادہ محنت زیادہ مشقت زیادہ سعی و کوشش کی حاجت نہیں رہی۔ تو صاف دکھا ہم سخت نادانی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم نے جو کچھ کامیابی آج تک حاصل کی ہے۔ اسکو ناکامی میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جیسا کہ قائد اعظم نے بھی فرمایا تھا اور جیسا کہ ملک کے سمجھدار لوگوں نے بھی بار بار اظہار کیا ہے۔ اصل کام تو اب شروع ہوا ہے۔ پہلے ہمیں ایک ریاکی سی طاقت کی ضرورت تھی۔ ہم نے بروقت ہمت دکھا کر اپنا مقصد حاصل کر لیا مگر سیج پوچھا جائے۔ تو یہ کوئی بڑی قابل قدر بات نہیں ہے۔ جب زندگی اور موت کا سوال مجسم بن کر سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ تو کم ہمت سے کم ہمت انسان بھی چست و چابک ہو جاتا ہے۔ اور اٹھ کر ناموافق ماحول سے لڑ پڑتا ہے۔ اس ہمت اور شجاعت کا ذمہ دار دراصل خود ناموافق ماحول ہی ہوتا ہے۔ جو ہمیں جھنجھوڑ کر بیدار کر دیتا ہے اور ہماری پراگندہ قوتوں کو ایک متحدہ محاذ پر جمع کر دیتا ہے۔ ہم غیر معمولی طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ ہمارا تاثر ہمارے شعور سے سبقت لے جاتا ہے اور ہم کو مقابلہ کے لئے تن کر کھڑے ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔ دراصل جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے۔ یہ ایک وقتی عروج ہوتا ہے۔ جو اکثر عوامل کے مٹنے کے ساتھ مٹ بھی جاتا رہا ہے بلکہ بسا اوقات رد عمل کی وجہ سے اور بھی پستی میں گر جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ لیکن جو انسان واقعی اس کچوکے سے بیدار ہو کر نکلتا ہے۔ اور جس کو یہ دھچکا واقعی خودشناسی کی بلند سطح پر لے آتا ہے اور جس کے رگ و پے میں خون اور خون میں حرارت ہوتی ہے۔ وہ پھر اس پستی میں جہاں سے وہ ابھرا ہے نہیں لوٹتا جس سے وہ نکلا ہے۔ بلکہ اس بلند سطح کو جو اس طرح اسے حاصل ہو گئی ہے قائم رکھنے کے لئے اپنی تمام قوتیں لگا دیتا ہے۔ اور اس تازہ زندگی کی شاہراہ پر ایک عظیم عزم ایک بلند ارادہ اور ایک نئے جوش کے ساتھ گامزن ہو جاتا ہے

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے پاکستان کا حصول ایک غیر معمولی حالت ایک دھچکے ایک کچوکے کا کام تھا۔ مدت مدید کی شکایات اور گلے جو ہماری جذباتی گہرائیوں میں غیر طبعی دباؤ سے دبے چلے آ رہے تھے یک لخت بیدار ہو گئے تھے۔ وہ ایک ایسا لمحہ تھا کہ سوائے بعض تنگ القلب لوگوں کے جن کی طبیعت بجھ چکی تھی تمام مسلمان قوم متہیج ہو گئی تھی۔ اسی طرح جس طرح پہاڑ یا میدان زلزلے کے دھکوں سے متہیج ہو جاتے ہیں۔ جس طرح زلزلے سے بسا اوقات پرانی سطح مٹ کر نئی سطح نمودار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قومی زلزلوں سے قوموں کی فطرت کا بھی چولہ بدل جاتا ہے

سوال یہ ہے کہ کیا یہ معجزہ پاکستانیوں کی صورت میں بھی ہوا ہے۔ کیا ہماری عمیق اور گہری فطرت کے امکانات بھی اس زلزلہ سے بیدار ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہے۔ اور ہم گیند کی طرح رد عمل کی زد سے بچ نکلنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تو یقیناً ہمیں پرامید ہونا چاہیئے۔ کہ ہم نے نہ صرف اپنا فوری مقصد حاصل کر لیا ہے۔ بلکہ ہم اس مقصد اور اس ضرورت کو جس کے لئے ہم نے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا تھا پورا کرنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ یہ کوئی خوش آئند خیالی خبط نہیں ہے۔ ہمیں محض سلامتی اور عارضی مقصد میں کامرانی کے خیال میں مگن ہو کر اپنی اس جدوجہد کے معیار کو پست نہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بلند کرنا ہوگا۔ اور استقلال کے ساتھ پورے شعور کے ساتھ اپنا نفع نقصان اپنے ذہن میں رکھ کر اپنی پوری ہمت اپنی پوری قوت کے ساتھ اس معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا ہوگا۔

ہمارے آزاد وطن کی زندگی کے یہ تین سال واقعی قوموں کی عمر کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ قوموں کو بننے اور سنورتے سینکڑوں سال لگ جاتے ہیں۔ بیشک ہم نے ان تین سالوں میں بہت کچھ ترقی کر لی ہے۔ بے شک اقوام عالم میں ہمیں ایک مقام حاصل ہے۔ مگر یاد رکھیئے کہ اس ترقی اور ایسے مقام کے حصول میں ہماری ذاتی خوبیوں کا اگر کوئی حصہ ہے۔ تو وہ بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہ سب کچھ ہمیں اپنے پختہ کیرکٹر اپنی قوتوں کے پورے پورے صحیح سمجھ کر استعمال کی بنا پر حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ اس میں زیادہ حصہ غیر معمولی حالات ہمارے محل وقوع اور رفتار زمانہ کا ہے۔ بے شک ہمارے ملک کی تمام دولت ہماری ہے۔ بے شک یہ گندم کے لہلہاتے ہوئے کھیت یہ پٹ سن کے سنہری میدان یہ مہکتے ہوئے رواں دواں دریا یہ سرسبز اور معدنی دولت سے بھرپور کوہسار یہ سب ہمارے ہیں۔ لیکن آؤ ہم اپنی ضمیر دل سے پوچھیں کہ قدرت کی ان نعمتوں کے حصول اور ان کو اپنی زندگیوں کے لئے کارآمد بنانے کے لئے ہم نے خود کیا بدلہ ادا کیا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو لہلہاتے ہوئے زرخیز میدان دیئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے معدنی دولتوں سے لدے ہوئے کوہسار عطا کئے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے لہراتے ہوئے آب حیات سے چھلکتے ہوئے دریا بخشے ہیں۔ تو ان نعمتوں پر فخر و ناز کرنے کے لئے ہمارے پاس کیا ذاتی سند ہے۔ یہ تو قدرت کے عطیات ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے ان عطیات کو قبول کرنے کے قابل اپنے آپ کو بنایا ہے؟

نہیں نہیں اس سوال کو جانے دیجئے بلکہ اتنا ہی بتائیے کہ کیا آپ نے ان نعمتوں کے بخشنے والے کے احسانات کا کما حقہ شکریہ بھی ادا کیا ہے؟ پھر کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ یہ انعام اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیوں دیئے؟ یقین جانیئے اس نے یہ نعمتیں اس لئے نہیں دیں۔ کہ ہم ان سے عیاشیاں کریں یا ان پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں۔ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ کہ یہ سب کچھ ہمارا ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو یہ ہمارا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس کی سب مخلوق کا ہے کہ جس کی یہ حقیقی ملکیت ہے۔ جس نے یہ عارضی طور پر ہم کو ہماری آزمائش کے لئے دیا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ جو امانت اس نے ہمارے سپرد کی ہے۔ ہم کس طرح اسکو استعمال کرتے ہیں۔ کیا اپنی ادنیٰ خواہشات پر خرچ کرتے ہیں۔ اور غلط استعمال سے اسکو اپنے اور دوسروں کے لئے سامان تباہی بناتے ہیں۔ یا دھرتی کی اس جنت کی تعمیر میں صرف کرتے ہیں۔ جو منزل المنازل اور مقصد المقاصد ہے۔ المختصر کیا ہم پاکستان کو واقعی پاکستان بنانے ہیں کیا ہم اسکا ہم باسمیٰ بنا رہے ہیں؟

مطالبۂ پاکستان کی تائید میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا ارشاد

"ہم پاکستان کی حمایت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا جائز حق ہے۔ اور انہیں ملنا چاہیئے۔ اور اگر حق کی تائید میں ہمیں پھانسی پر بھی لٹکا دیا جائے۔ تو یہ ہمارے لئے موجب راحت ہوگا۔"

(منقول از الفضل قادیان ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء)

اتحاد

مجھے یقین ہے کہ آپ یہ بات بخوبی سمجھتے ہونگے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت کے لئے جس کے دو حصے ہوں۔ اور وہ بھی کافی فاصلے پر۔ آپس کا میل جول اسکے شہریوں کا خواہ کسی حصے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور باہمی اتحاد و یکجہتی نہ صرف اس کی ترقی کے لئے بلکہ اس کی بقاء کے لئے کس قدر ضروری ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے اتحاد کا مرکز ہے۔ اور اسے ایسا ہی رہنا چاہیئے مسلمانوں کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے۔ کہ جی جان سے اس کی پاسبانی اور حفاظت کریں۔ اگر ہم یہ سمجھنے لگیں۔ کہ ہم پہلے بنگالی۔ پنجابی۔ سندھی۔ وغیرہ ہیں اور مسلمان و پاکستانی محض اتفاقیہ تو جان لیجئے پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔"

(قائد اعظم)

(ڈھاکہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خروجِ دجال کا ذکر ——— صُحفِ سماوی میں

دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا نہ کہ اشتراکیت

آخری زمانہ کے حوادث کے متعلق خدائی نوشتے

—(۱)—

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری

(۱) صادق و مصدوق نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"ابتدائے آفرینش سے لے کر آخر تک کوئی امر فتنۂ دجال سے بڑھ کر نہیں (یہاں تک کہ) سب نبی اپنی اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈراتے آئے نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ آپ کے بعد تو کوئی ایسا نبی نہیں ہوا۔ جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی اس سے تم کو خبردار کرتا ہوں۔"
(ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲ مطبوعہ نولکشور و مشکوٰۃ)

(۲) حضرت ایوب علیہ السلام خروج دجال کی پیشگوئی میں یہی فرماتے ہیں کہ اپنے فتنہ کے لحاظ سے ساری خلقت خدا میں اس کا درجہ اول ہے (صحیفہ ایوب ۴۱/۹)

حضرت یوئیل نبی کہتے ہیں کہ اس قسم کا فتنہ نہ شروع زمانہ سے کبھی برپا ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ (صحیفہ یوئیل ۲/۲)

(۳) حضرت حزقی ایل نبی فتنۂ دجال کی ایک شاخ یعنی یاجوجی فتنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ سب انبیاء بنی اسرائیل آخری زمانہ کے اس فتنۂ عظیمہ کی خبر دیتے آئے ہیں۔ (صحیفہ حزقی ایل ۳۸/۱۷)

ناظرین کرام! جب فتنۂ دجال اتنا بڑا ہے کہ اس سے سب نبی ڈراتے آئے تو ضروری تھا کہ خاص اس فتنہ کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کا کوئی فرستادہ مبعوث ہوتا جو دنیا کو خبردار کرتا کہ یہ ہے وہ فتنہ جس سے سب نبی ڈراتے آئے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال کے زمانہ میں ایک شخص آئے گا جو یہ منادی کرے گا۔

یا ایھا الناس ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مشکوٰۃ)

اے لوگو یہ وہ دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلعم نے کیا۔

آپ تلاش کریں کہ یہ آواز سب سے پہلے دنیا میں کس نے اٹھائی۔ یہ وہی مردِ خدا ہے جو قادیان کی گمنام بستی سے اٹھا اور ربوہ میں ندا دے رہا ہے۔ جس کی گونج آج ہر مسلمان کے دل سے اٹھ رہی ہے۔ لیکن افسوس کہ منادی کو وہ نہ پہچان سکے۔ اس پہلوان رب جلیل نے آکر بتایا کہ آج دجالیت عیسائیت کے پیرایہ میں ظاہر ہوئی ہے۔ جس کو کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ آپ نے یہ بھی بتا دیا کہ بالکل ممکن ہے کہ آئندہ دجال کا ظہور یا اس کا حملہ کسی اور رنگ میں ہو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میری ذریت سے ایک شخص اٹھیگا جو حسن و احسان میں میرا نظیر ہوگا۔ اور وہ بھی مسیح ابن مریم کے لقب سے نوازا جائے گا۔
(ازالہ اوہام صفحہ ۴۸۳ صفحہ ۱۵۶ ۔ ۲۱۶ ۔ ۲۱۸) فتنۂ دجال کی یہ دوسری شاخ آج اشتراکیت کے رنگ میں دنیا کے سامنے ہے۔ یہ ایک ناستک نظام ہے۔ جس کی بنیاد الحاد اور دہریت پر ہے۔ اگر تو صرف غریب کی روٹی کا سوال ہوتا تو خیر یہ نظام بعض سرمایہ دارانہ نظامہائے زندگی کے مقابلہ میں اتنا برا نہیں تھا۔ لیکن کیا کیا جائے کہ اس میں غریب کو روٹی اس شرط پر دی جاتی ہے کہ وہ آسمانی مائدہ کو پائے استحقار سے ٹھکرا دے۔ اس نظام میں غریب کی اقتصادی حالت اس شرط پر درست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی ہر قسم کی آزادی کھو کر اس نظام کا کل پرزہ بن جائے۔ اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے مذہب کی ترویج کی اجازت طلب کرسکے اسے کوئی حق نہیں ہوگا کہ وہ ان بہترین اخلاق اور فلسفۂ زندگی کو دنیا کے سامنے پیش کرسکے۔ جو نبیوں کی بعثت کی غائت ہے۔ اسے کوئی حق نہیں کہ وہ نظام اسلامی پرسنل لاء کی ترویج کا ہی مطالبہ کرسکے۔ اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت کے لئے ایسے ادارے قائم کرسکے جن میں ان کی زندگی روحانی اقدار کے مطابق ڈھالی جاسکے۔ غرض پہلے اقتصادی، معاشرتی، تمدنی، سیاسی، مذہبی، تبلیغی، تحریری و تقریری آزادی کو خیرباد کہیئے پھر اشتراکی نان تک آپ کے ہاتھ پہونچ سکتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ ایک عظیم فتنہ ہے۔ جو عصر حاضر میں برپا ہوا۔ اس فتنہ کو توڑنے کے لئے اور اس نظام کو دنیا میں جاری کرنے کے لئے جو انبیاء پیش کرتے آئے جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں قائم کرکے دکھا دیا۔ آج ہم میں وہ مرد خدا موجود ہے۔ جو اس فتنہ کے استیصال کے لئے خاص تو تیر لے کر آیا ہے۔ اس نے ہمیں فتنۂ دجال کی اس دوسری شاخ سے خبردار کیا۔ اور اعلان کیا کہ

یہ وہ دجال ہے جس کی رسول اللہ صلعم نے خبر دی۔

اس مرد صادق نے ہمیں بتایا کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں جس طرح عیسائیت کا بڑھتا ہوا سیلاب رک گیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کا جوش کم ہو رہا ہے۔ بالآخر ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح اشتراکیت کا استیصال اور اشتراکی ممالک کی اصلاح ہمارے سپرد کی گئی۔ دنیا کی نگاہوں میں یہ بات عجیب ہے۔ لیکن خدا کی نگاہوں میں عجیب نہیں۔ خدائی نوشتوں نے ہمیں صاف بتایا ہے۔ کہ پہلے یہ فتنہ بڑے جوش کے ساتھ پھیلے گا بالآخر ختم ہو جائے گا۔ اور یہ لوگ مسیح موعود کے پروں کے نیچے آکر امان پائیں گے۔ گزشتہ مضامین کا یہی مقصد تھا کہ دنیا کو ان خدائی نوشتوں سے اطلاع دی جائے۔ جو اس فتنہ کے خروج اور اس کے مستقبل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ مضامین بھی اسی سلسلہ میں ہیں۔ ہاں ان میں ایک خاص بات یہ بھی مدنظر ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے فتنۂ دجال سے اپنی قوم کو نہ ڈرایا ہو۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں کہ اس دعوے کی تصدیق کے لئے موجودالوقت صحف سماوی کی سند لائیں۔ تاکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔ ان مضامین میں یہ امر خاص طور پر مدنظر ہے۔

اگر غور کیا جائے تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ باوجودیکہ آپ نبی امی تھے۔ لیکن آپ کو ایک ایسی خبر بتائی گئی۔ جو کہ صحف سماوی کے عمیق مطالعہ اور انکشافات اثریہ سے تعلق رکھتی ہے۔ آج صحف سماوی کی اشاعت اور آثار قدیمہ کے انکشافات کے بعد اس دعوے کی صداقت بالکل واضح اور روشن ہو چکی ہے۔

ان پیشگوئیوں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آخری زمانہ کی بڑی بڑی طاقتیں تباہ برباد ہو جائیں گی۔ اس کے بعد مسیح موعود کے ہاتھوں آسمانی بادشاہت کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور دنیا کا آخری مذہب اسلام یعنی صرف اسلام ہوگا۔

اس سلسلہ میں جب ہم صحف سماوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خروج دجال اور مسیح موعود کی آمد اور آسمانی بادشاہت کے قیام کے متعلق پیشگوئیوں کی ایک مسلسل زنجیر ہے۔ جو سلسلہ انبیاء سے وابستہ ہے۔ ان میں سے بعض پیشگوئیوں کی تفصیل ہم درج کر چکے ہیں بعض ضروری پیشگوئیاں اب درج کی جاتی ہیں۔

الواح بابل کی ایک تمثیل

بابل کی کھدائی میں جو الواح برآمد ہوئی ہیں۔ ان میں دجال کو "تیامات" یعنی ایک بہت بڑے اژدھا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو ظلمت و کفر کا مظہر اعلیٰ ہے۔ اس کے بالمقابل "مردک" ہے جو پیکر نور ہے۔ مردک "تیامات" کو قتل کرنے کے لئے اس شرط پر تیار ہوا۔ کہ اس فتح مندی کے بعد زمین و آسمان پر اس کی حکومت ہوگی چنانچہ مردک اور تیامت میں مقابلہ ہوا۔ جس میں تیامت مارا گیا۔ اور اس کے مددگار زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے۔ مردک نے تیامت ہی کے وجود سے زمین و آسمان بنائے۔ اور آسمان کو ستاروں اور چاند سے مزین کیا (الواح بابل بحوالہ میثاق النبیین جلد اول صفحہ ۱۸ و بائیبل کا عام دیباچہ اردو ڈملو صفحہ ۷۱)

اس تمثیل میں "تیامت" سے مراد دجال ہے۔ اور مردک سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا مظہر مسیح موعود ہے۔ جس کے ہاتھوں دجال مارا جاتا ہے۔ پھر دجال ہی کے وجود سے نیا آسمان اور نئی زمین کا قیام عمل میں آتا ہے۔ یعنی دجال کی پیروی کرنے والی قومیں ہی اسلام قبول کر کے اس نئے آسمان اور نئی زمین میں بس جائیں گی۔ جو مسیح موعود کے ذریعہ تیار ہوگا۔

مفصل قصہ میں اس کے علاوہ جو باتیں ہیں وہ زوائد ہیں جو مرور زمانہ کی وجہ سے داخل ہو گئیں اس قصہ کی مذکورہ تعبیر کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں مسیح موعود کے ذریعہ نئے آسمان اور نئی زمین کی تخلیق اور ان میں ستاروں کی تزئین کا ذکر ہے (تذکرہ) مکاشفات یوحنا میں بھی اژدہا یعنے دجال کی بربادی کے بعد نئے ارض و سما کی تخلیق کا ذکر ہے (یوحنا کے مکاشفات ۲۱/۱)

اس قصہ میں تیامت کا لفظ جس کے معنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اژدہا کے ہیں۔ دجال کا ایک بہت بڑا تاریخی نام ہے۔ بائیبل میں اس کو "لویتان" کہا گیا ہے۔ جو کنڈل مارے ہوئے سانپ کا نام ہے۔ اتھروید میں اس کو دو مرتبہ تمات کہا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"تمات کا زہر پینے والا آتش بداماں شخص سب کو جلا دیتا ہے۔ اور برا ہمن کو اپنی خوراک سمجھتا ہے۔ (اتھروید کانڈ ۵ سوکت ۱۸ منتر ۴)

مصری الہیات میں دو مگرمچھ یا اژدہا بدیت یا شیطان کے مظہر ہیں۔ بائیبل کے بکثرت نوشتوں میں شیطان اور دجال کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بابلی سکے جو کھنڈرات میں سے ملے ہیں ان میں مردک کو خنجر لے کر بھاگتے ہوئے اژدھے کے پیچھے دوڑتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ مختلف ازمنہ اور مختلف مذاہب کی اس مجموعی شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئندہ آنے والے کسی بہت بڑے اژدھا سے تمام قوموں کو ڈرایا گیا ہے۔ (میثاق النبیین حصہ اول صفحہ ۱۸۵ مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

حضرت ادریس علیہ السلام کی پیشگوئی

حضرت حنوک یا ادریس علیہ السلام حضرت آدم کی ساتویں پشت میں ایک عظیم الشان پیغمبر گزرے ہیں ان کا ایک صحیفہ کوشی زبان میں ملا ہے۔ جس کا حوالہ نئے عہد نامہ میں یہودا کے خط میں دیا گیا ہے۔ اس صحیفہ میں مسیح موعود کی آمد کے متعلق بالکل واضح پیشگوئی موجود ہے۔ اس کتاب میں مسیح موعود کو حکم عدل قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعہ دنیا کے ظلم اور بے انصافیوں کا علاج ہوگا۔ اس کام کے لئے اسے روحوں کے خدا نے چنا ہے۔ (صحیفہ حنوک ۴۶/۱تا۴ بحوالہ بائیبل کا عام دیباچہ از ڈلو صفحہ ۱۶۵) اس کتاب میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ اس موعود کے ذریعہ خدا تعالیٰ آخری زمانہ کے ایک بے دین اور گمراہ پر فرد جرم لگا کر اس کی عدالت کرے گا (ملاحظہ ہو نیا عہد نامہ یہوداہ کا خط عام ۱/۱۴) اس صحیفہ میں دجال فرد واحد کے طور پر نہیں آیا بلکہ دجالیت عامہ کا ذکر ہے جس کو وہ موعود آکر ختم کرے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی پیشگوئی

بائیبل کے عہد عتیق میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک صحیفہ شامل ہے۔ جس کے متعلق علمائے کلیسا کا خیال ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہے۔ اور زمانہ تصنیف وہ ہے جب آپ مدین میں رہا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ صحیفہ ایوب بائیبل مطبوعہ نارتھ انڈیا بائیبل سوسائٹی ۱۹۲۸ء) - اس لحاظ سے خروج دجال کے متعلق صحیفہ ایوب کی پیشگوئی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شریک ہیں۔ ضمناً یاد رہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے زمانہ بعثت کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔ قرآن مجید نے ایک آیت میں بالفصل انبیاء کا ذکر کرکے اس اختلاف کو حل کر دیا ہے۔ اس آیت میں جہاں (۱) اسحٰق و یعقوب (۲) داؤد و سلیمان (۳) موسیٰ و ہارون علیہم السلام کا یکجائی ذکر ہے، اسی طرح ایوب اور یوسف کا ایک ہی جگہ ذکر ہے۔ اس ترتیب سے ظاہر ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے کچھ ہی پیشتر مبعوث ہوئے (ملاحظہ ہو سورۃ انعام آیت ۸۵)

چنانچہ تاریخ بائیبل مصنفہ پادری ولیم جی بلیکی کے صفحہ ۹۰ پر بھی لکھا ہے کہ اغلب خیال ہے کہ ایوب کا زمانہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے کچھ ہی پیشتر یا یوسف ہی کا زمانہ ہو

آمدم بر سر مطلب:- خروج دجال کے متعلق حضرت ایوب علیہ السلام کی پیشگوئی بالکل واضح ہے۔ آپ کو دجال کی دو صفات کے لحاظ سے اس کے دو نام بتائے گئے

(۱) کثرت شہوات نفسانی۔ تعیش پرستی۔ دنیوی مال و طاقت جمع کرنے پر حریص ہونے کے لحاظ سے اس کا نام "بہیموت" بتایا گیا یعنی بہیمیت کا عظیم مجسمہ یا ایک بہت بڑا بہیمہ یا حیوان قرآن کریم میں اسی کا نام "دابۃ الارض" آیا ہے۔ یعنی زمینی حیوان

(۲) مادیت اور دہریت کا داعی ہونے یا ابلیسی باز اور مکار آدم وغیرہ نسل آدم کو جنت عدن سے محروم کرنے کے لحاظ سے اس کو "لویتان" یعنی کنڈل مارے ہوئے اژدہا سے تعبیر کیا گیا ہے یا دوسری علامت یہ ہے کہ جس طرح صحف سماوی میں دجال کی دو شاخوں کے لحاظ سے اس کے دو نام یاجوج اور ماجوج آئے ہیں۔ اسی طرح ایوب نبی کے صحیفہ میں دجال کو حیوان عظیم اور خوفناک اژدہا دو نام دئے گئے

حیوان عظیم

ایوب نبی پیشگوئی کے پہلے حصہ میں دجال کو حیوان عظیم سے تعبیر کرتے ہیں۔ خلاصہ درج ذیل ہے:-

"بہیموت پر نظر کر۔ . . . . دیکھ اس کا زور اس کی کمر میں ہے (یعنی نہایت طاقتور ہے) ناف شکم میں اس کی قوت ہے (مرکز مضبوط ہے) وہ اپنی دم کو سرو کے درخت کی مانند ہلاتا ہے (یعنی اپنی پالیسی اور دعووں کو وسیع بیمانہ پر پھیلاتا ہے) اس کی رانوں کے اعصاب باہم پیوستہ ہیں اس کی ہڈیاں تانبے کے مضبوط نالیاں ہیں۔ اس کی پسلیاں لوہے کے شہتیروں کی مانند ہیں (یعنی ارکان حکومت بہت مضبوط ہیں) خدا کی مخلوق میں (بلحاظ فتنہ انگیزی) اسی کا درجہ اول ہے۔ جس نے اسے بنایا۔ وہی اس پر تلوار مارے گا (یعنی وہ انسانی ہاتھوں سے ہلاک نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے) پہاڑ اس کے لئے سبزہ نکالتے ہیں . . . . . اگر دریا کی طغیانی اس پر آئے تو وہ کانپتا نہیں۔ وہ بے فکر ہے اگرچہ دریائے اردن اس کے منہ میں آپڑے۔ کون اسے دیکھتے ہوئے اسے پکڑ سکتا ہے؟ (ملاحظہ ہو صحیفہ ایوب۔ ۴۰ باب ۱۵ تا ۲۴ آیت)

بڑا اژدھا

اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ میں دجال کو "لویتان" یعنی کنڈل مارے ہوئے اژدہا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خلاصہ درج ذیل ہے۔

کیا تو "لویتان" کو آنکڑے کے ساتھ باہر کھینچ سکتا ہے؟ . . . . اس کے شکار کی امید عبث ہے . . . کسی کی جرأت نہیں کہ اس کو چھیڑے کسی کی مجال ہے کہ اس کی کھال کھینچے؟ یا اس کے منہ میں دہرا لگام دے؟ اس کے منہ کے کواڑوں کو کون کھولیگا کیونکہ اس کے دانتوں کا دائرہ خوفناک ہے۔ اس کا جسم ڈھال کے پیوستہ تختوں کی مانند ہے . . . . جب وہ چھینکتا ہے ایک شعلہ چمک جاتا ہے۔ اس کی آنکھیں صبح کے پلکوں کی مانند چمکتی ہیں۔ اس کے منہ سے فروزاں مشعلیں نکلتی ہیں۔ اور آگ کی چنگاریاں لپکتی ہیں۔ اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھتا ہے اس ہانڈی یا دیگ کی طرح جو آگ پر رکھی ہو۔ اس کے سانس سے آگ جل اٹھتی ہے۔ اور اس کے منہ سے شعلہ نکلتا ہے۔ قوت کا مرکز اس کی گردن ہے اور دہشت اس کے آگے دوڑتی ہے . . . . . اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہے . . . . اس کے اٹھنے سے بہادر خوفناک ہوتے ہیں اور ڈر کے مارے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر اس پر کوئی تلوار یا بھالا یا تیر یا برچھا چلائے تو عبث ہے۔ وہ لوہے کو سوکھی گھاس اور پیتل کو سوختہ لکڑی سمجھتا ہے (۲۰) وہ دریا کو ہانڈی کی طرح اور سمندر کو روغنی دیگ کی طرح کھولاتا ہے (یعنی اس کی سمندری طاقت زبردست ہوگی) زمین پر اس کی کوئی مثال نہیں کہ کوئی اس کی مانند بے خوف پیدا کیا گیا ہو۔ سب اونچی چیزوں پر اس کی نظر ہے (من کل حدب ینسلون) اور وہ سارے اہل غرور کا بادشاہ ہے (یعنی آج تک جتنے فرعون ہوئے وہ سب کا سردار ہے) (ایوب کا صحیفہ ۴۱ باب)

دجال کے متعلق حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بالکل واضح ہے۔ آخر میں وضاحت کر دی گئی کہ اژدہا یا حیوان سے وہ بادشاہت مراد ہے جو سارے اہل غرور کی سردار ہے قرآن مجید میں بھی یہی وارد ہوا کہ یاجوج ماجوج کے پیکر وجود میں سب گذشتہ ہلاک شدہ قومیں زندہ ہو جائیں گی۔ یعنی وہ ان کا بروز ہوگا اسی پیشگوئی میں دجال کو نار مجسم قرار دیا گیا جس کے وجود کے ہر حصہ سے چنگاریاں آگ۔ شعلے اور دھوئیں نکلتے اور لپکتے ہیں یاجوج ماجوج کے معنوں میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ قومیں آگ سے کام لینے والی ہیں موجودہ زمانہ کی جنگوں میں آتش و دخان کے طوفان آپ کے سامنے اٹھ رہے۔ اور ان پیشگوئیوں کو پورا کر رہے ہیں۔ (باقی)

مجاھد کی دُعا

(یہ نظم ایک احمدی چودہ سالہ بچے کی ہے)

الٰہی اب مرے قربان ہو جانے کا وقت آیا
شہید اب بر سر میدان ہو جانے کا وقت آیا
فقط تیری رضا کے واسطے میں گھر سے جاتا ہوں
میں ملت کے لئے میدان میں جذبہ دکھاتا ہوں
اگر میدان کو جیتا تو غازی بن کے آؤں گا
نہیں تو بڑھ کے آگے گولیاں سینے پہ کھاؤں گا
الٰہی آخری قطرہ تلک خون کا بہا دوں گا
اسی سر کی قسم تیرے لئے اسکو کٹا دوں گا
الٰہی یوم محشر میں جو تیرے روبرو ہوں گا
مسرت ہے فقط اس بات کی میں سرخرو ہونگا
شہید قوم و ملت شاد یہ مرقد پہ لکھ دینا
غمی ملت سے ہجرت شاد یہ مرقد پہ لکھ دینا

(محمد عطاء اللہ شاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزاد کشمیر کو خوراک کپڑا اور طبی سہولتیں فراہم کرنیکے انتظامات

آجکل تقریباً پانچ لاکھ کشمیری مہاجرین پاکستان اور آزاد کشمیر کے مختلف دیہاتوں شہروں اور کیمپوں میں منقسم ہیں۔ ان میں سے دو لاکھ ساٹھ ہزار شہروں اور دیہات میں ہیں۔ ۹ ہزار پنجاب کے کیمپوں میں ہیں اور تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار آزاد کشمیر میں ہیں۔ کیمپوں میں مہاجرین کا انتظام فوج کے سپرد ہے۔ طبی امداد اور صفائی کے انتظامات کے علاوہ بچوں کی دینی دنیوی تعلیم کا بھی خاص طور پر بندوبست کیا گیا ہے۔ مہاجرین کو فنی و پیشہ ورانہ تربیت بھی دی جا رہی ہے۔

سلامتی کونسل کی اپریل ۱۹۴۸ء کی قرارداد کے مطابق "اقوام متحدہ کمیشن برائے پاکستان و ہندوستان" کے نام سے پانچ ارکان کا ایک کمیشن بنایا گیا جسے سلامتی کونسل نے فوراً برصغیر پاک و ہند جانے اور پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کے سامنے اپنی خدمات پیش کرنے کی ہدایت کی تاکہ کمیشن اور دونوں حکومتوں کے اشتراک عمل سے جنگ بند ہو سکے اور دونوں حکومتیں استصواب رائے عامہ کرا سکیں۔ حکومت پاکستان نے "کشمیر میں استصواب رائے عامہ سے قبل ہندوستان سے عارضی صلح کرنے کی غرض سے کمیشن سے گفت و شنید کرنے کے لئے" "دفتر ارتباط کمیشن اقوام متحدہ" کے نام سے ایک دفتر قائم کیا۔ بعد میں اس دفتر کو وزارت امور کشمیر یا وزارت بے قلمدان سے ملا دیا گیا۔ جو یکم مارچ ۱۹۴۹ء کو معرض وجود میں آئی اور ۲۴ مارچ کو اس کے دفاتر راولپنڈی منتقل ہو گئے۔ اس وزارت میں اس وقت دو بڑے دفاتر یعنی دفتر مشیر اعلیٰ استصواب رائے عامہ اور دفتر تعلقات عامہ ہیں۔ مشیر اعلیٰ استصواب رائے عامہ کا صدر دفتر مری میں اور دفتر تعلقات عامہ راولپنڈی میں واقع ہے۔ مشیر اعلیٰ استصواب رائے عامہ کا کام ریاست جموں و کشمیر میں استصواب رائے عامہ کرانے کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ حکومت آزاد کشمیر سے ارتباط قائم رکھنا اور مہاجرین کی بحالی کے انتظام کرنا ہے۔ دفتر تعلقات عامہ وزارت مذکور کی نشر و اشاعت کے انتظامات کرتا ہے۔

۲۔ صوبائی حکومتوں اور باشندگان پاکستان سے جو مسئلہ کشمیر میں زبردست دلچسپی رکھتے ہیں تعلق قائم رکھنے کی غرض سے وزیر امور کشمیر کے زیر صدارت ایک مرکزی مشاورتی وزارتی کمیٹی بنائی گئی ہے اور امور استصواب رائے عامہ نشر و اشاعت کی پالیسی بحالی مہاجرین اور وزارت مذکور سے تعلق رکھنے والے دیگر مسائل کے متعلق مشورہ دینے کے لئے ۷ امدادی کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں۔

علاقہ آزاد کشمیر اور فی الحقیقت تمام ریاست جموں و کشمیر اپنی غذائی ضروریات کے لئے ان ملحقہ علاقوں کی طرف دیکھتی رہی ہے جو اب پنجاب (پاکستان) میں شامل ہیں ۱۹۴۷ء میں علاقہ آزاد کشمیر میں تقسیم کرنے کے لئے غلہ مہیا کرنے کا کام حکومت پنجاب نے سنبھالا تھا چونکہ حکومت آزاد کشمیر کے مالی ذرائع محدود تھے۔ لہٰذا اسے مختلف علاقوں میں مقرر کردہ تھوک فروش سنڈیکیٹوں پر بھروسہ کرنا پڑا۔ یہ انتظام اچھی طرح نہ چل سکا کیونکہ سنڈیکیٹوں کے ذرائع بھی محدود تھے۔ جن کی وجہ سے جگہ جگہ مصنوعی قلت پیدا ہونے کے امکانات پیدا ہو گئے

لہٰذا غلہ اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی اور علاقہ آزاد کشمیر کے مہاجرین اور دیگر باشندوں میں ان کی تقسیم کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے یہ غلہ آزاد علاقہ کے مختلف مرکزی مقامات میں راستہ کی کیفیت کے مطابق لاریوں، جیپ گاڑیوں، جانوروں اور قلیوں کے ذریعہ بھیج دیا جاتا ہے گلگت، بلتستان اور وادی کشن گنگا وغیرہ علاقوں میں جہاں عام راستوں سے بآسانی سامان نہیں بھیجا جا سکتا۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ غلہ پہنچایا گیا ہے پنجاب میں آزاد کشمیر کی سرحد کے قریب کے شہروں میں بڑے گودام قائم کئے گئے ہیں اور خود علاقہ آزاد کشمیر میں متعدد چھوٹے گودام قائم کئے گئے ہیں۔ کوئی گودام کسی مقام سے بھی سات میل سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے تاکہ مہاجرین یا دیگر باشندوں کو اپنی ضروریات کے مطابق غلہ حاصل ہونے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو اس امر کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ان میں سے ہر چھوٹے گودام میں اس علاقہ کی آبادی کے لئے جس کے واسطے وہ گودام ہے کم از کم دو ماہ کی ضروریات کا غلہ ہر وقت موجود رہے۔

۱۹۴۹ء میں علاقہ آزاد کشمیر کے لئے حسب ذیل مقدار میں غلہ خریدا گیا۔

گیہوں	۴۶۵۷۸۸	من قیمت	۵۲۸۳۵۸ روپے
مکئی	۱۱۴۸۴	〃 〃	۷۷۶۵۶۷ 〃
چاول	۶۸۳۲	〃 〃	۱۱۴۲۸۸ 〃
دیگر اشیاء مثلاً شکر، تیل وغیرہ		〃	۹۹۹۶۶۴ 〃

مذکورہ بالا مقدار کے علاوہ آنریبل وزیر امور کشمیر کی اپیل پر ۵۸ ہزار من گیہوں اور فراہم کیا گیا جس کی قیمت تقریباً ۹ لاکھ روپے تھی۔

کپڑا:۔ علاقہ آزاد کشمیر کے باشندوں کو ایسے نرخ پر کپڑا فراہم کرنے کے لئے جنہیں عام اشخاص آسانی سے برداشت کر سکیں اور جو اکثر اوقات پڑوسی صوبوں میں کپڑے کے نرخوں سے بھی کم ہیں مناسب انتظامات موجود ہیں۔ اب علاقہ آزاد کشمیر میں کپڑے کی کوئی کمی نہیں رہی ہے گوداموں میں کافی مقدار میں کپڑا موجود رہتا ہے جسے ضرورت کے مطابق ہر جگہ پہنچایا جا سکتا ہے کپڑا سوت وغیرہ خریدنے کے لئے حکومت پاکستان نے ۲۰ لاکھ روپے کی رقم دی ہے۔ یہ کپڑا اور سوت وغیرہ عوام کو کسی نقصان یا نفع اٹھائے بغیر فروخت کیا جاتا ہے۔ مزید برآں قائداعظم ریلیف فنڈ سے بھی نادار مہاجروں کو کپڑا فراہم کرنے کے لئے بڑی رقوم دی ہیں

علاقہ آزاد کشمیر کے لئے طبی امداد

آزاد کشمیر میں ابتداً فوج اور عام باشندوں دونوں کے لئے صلیب احمر کے متعدد اسپتال دواخانہ اور طبی مرکز موجود تھے۔ لیکن آزاد کشمیر سے صلیب احمر کا کام ختم ہو جانے کے بعد آزاد کشمیر کے ڈائرکٹریٹ ہیلتھ سروسز نے اس اندازہ سے ان تمام اسپتالوں وغیرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ کشمیر کے ان اسپتالوں اور دواخانوں میں ہر طرح کا ساز و سامان موجود ہے اور دوائیوں کی کوئی قلت نہیں ہے۔ اضلاع اور تحصیلوں کے تمام اسپتالوں میں بیماروں کے لئے کم از کم ایک سو بستروں کا انتظام ہے۔ ان تمام عمدہ طبی انتظامات کی وجہ سے ہی ٹائفس ملیریا۔ اور باری کے بخار کی طرح کے وبائی امراض پر پوری طرح قابو پا لیا گیا

بین الاقوامی صلیب احمر جنیوا نے آزاد کشمیر میں طبی امداد کے لئے کچھ ساز و سامان بھیجنے کی رضامندی ظاہر کی ہے۔ عنقریب ایک مکمل لیبارٹری اور ایکسرے کا کچھ سامان۔ جس کی قیمت اندازاً ایک لاکھ روپے ہو گی۔ آزاد کشمیر کو بطور تحفہ دیا جائے گا۔ مہاجرین کے کیمپوں میں ٹی بی کا ٹیکہ لگانے کا کام بڑے پیمانہ پر کیا گیا ہے اور اب اس کام کو آزاد علاقہ میں اور وسعت دینے کا ارادہ ہے۔

جموں اور کشمیر کے مہاجرین اور ان کے وطن واپس جانے کا مسئلہ

کشمیر میں اکتوبر اور نومبر ۱۹۴۷ء میں منظم طور پر قتل و غارت ہوئی جس کی وجہ سے جموں اور کشمیر کے صوبوں سے بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کا انخلاء ہوا۔ اور اس پہلی موج میں تقریباً ۲۰۰۰۰۰ مہاجرین پاکستان میں آ گئے۔ اپریل سے جولائی ۱۹۴۸ء تک ہندوستان کی موسم بہار و گرما کی جارحانہ جنگ نے مزید ۲۰۰۰۰ اشخاص کو پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا نومبر ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کے حملہ کے باعث ایک تیسری موج میں ۱۰۰۰۰ مہاجرین اور آ گئے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نسل کو ختم کرنے کی مہم ختم نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں پناہ لینے کے لئے پاکستان آتی رہیں

۲۔ تقریباً ۵۰۰۰۰۰ مہاجرین میں سے ۲۶۰۰۰۰ پاکستان کے دیہات اور شہروں میں ہیں اور ۹۰۰۰ پنجاب کے کیمپوں میں ہیں۔ تقریباً ۱۵۰۰۰۰ آزاد کشمیر میں ہیں جن میں وہ ۵۰۰۰۰ بھی شامل ہیں۔ جن کو ستارکر جنگ کے بعد آزاد کشمیر میں ان کے گھروں میں آباد کر دیا گیا ہے۔

مئی اور جولائی ۱۹۴۹ء کے درمیان مہاجرین جموں و کشمیر کی مردم شماری کی گئی تھی۔ مغربی پاکستان میں ۴۵۴۳۵ مہاجرین رجسٹر ہوئے ان میں ۴۹۷۶ ۲۰۳۳۳ اشخاص کے مکانات ہندوستانی مقبوضہ کشمیر میں ہیں اور ۲۰۵۷۶ اشخاص کے مکانات آزاد کشمیر کے علاقہ میں ہیں۔

ابتداء میں ان مہاجرین کی نگہداشت حکومت پنجاب کر رہی تھی۔ لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ یہ ذمہ داری صوبائی حکومت کے قبضہ اور اختیار سے باہر ہے تو یکم مارچ ۱۹۴۹ء سے مرکزی حکومت نے مہاجرین کے انتظام اور ان کے کھانے پینے کی ذمہ داری سنبھال لی سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ کالا۔ مانسہرہ اور واہ کے مقامات پر یہ کیمپ قائم کئے گئے۔ اور ان میں تقریباً ۹۰۰۰ مہاجرین بسائے گئے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ سیالکوٹ	۱۷۳۹۲
۲۔ گوجرانوالہ	۷۲۲۲
۳۔ کالا	۲۸۶۶۴
۴۔ واہ	۱۷۷۲۹
۵۔ مانسہرہ	۱۸۱۱۷

۳۔ کیمپوں میں مہاجرین کا انتظام فوج کرتی ہے

پاکستان میں امداد باہمی اور مارکیٹنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان کا اقتصادی نظام زیادہ تر زراعتی ہے اس لئے پاکستان میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس کی زراعتی اشیاء اس کے مویشی اور ان کی پیداوار کی مارکیٹنگ کے نئے ذرائع کو باقاعدہ بنایا اور منظم کیا جائے یہ کام امداد باہمی اور مارکیٹنگ کے محکمہ کے سپرد ہے۔ زراعتی اشیاء کی مارکیٹنگ کے مسائل حل کرنے کے علاوہ پاکستان میں امداد باہمی کو ترقی دینے کی تحریک کی۔ مکمل ذمہ داری اسی محکمہ پر ہے یکم اپریل ۱۹۵۰ء سے مشیر امداد باہمی اور مارکیٹنگ نے کراچی کی امداد باہمی انجمنوں کے رجسٹرار کے فرائض بھی سنبھال لئے ہیں۔ یہ محکمہ بین الاقوامی اداروں مثلاً ادارہ غذا و زراعت بین الاقوامی ادارہ عمال۔ بین الاقوامی اشتراک امداد باہمی وغیرہ سے قریبی رابطہ بھی قائم رکھتا ہے۔

مختلف سرگرمیاں

امداد باہمی اور بازار کی خبروں کا سیکشن زراعتی پیداوار کی امداد باہمی مارکیٹنگ کے متعلق رپورٹیں شائع کرنا۔ صوبائی اور ریاستی امداد باہمی انجمنوں کی سرگرمیوں میں رابطہ قائم کرنا۔ امداد باہمی کی ترقی کے منصوبوں کی جانچ کرنا اور ملک نیز بیرون ملک کی امداد باہمی انجمنوں کے متعلق مفید معلومات فراہم کرنے دیکھا کرنے کے لئے ایک مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔

یہ محکمہ روزانہ ریڈیو پاکستان اور اخبارات کے لئے خردہ اور سقوک قیمتوں کا بلیٹن شائع کرتا ہے۔ نیز بازار اور قیمتیں (MATKETS PTICES) نامی ایک ماہانہ رسالہ شائع کرتا ہے جس میں کراچی نیز پورے ملک کے دوسرے اہم مرکزوں میں سو سے زائد اشیاء کی بازار میں کیفیتوں اور قیمتوں کا حال دیا جاتا ہے۔

یہ محکمہ امداد باہمی اور مارکیٹنگ ریویو (COOPERATION AND MERKETING REVIEW) کا ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتا ہے جس میں پاکستان کے دیہی اقتصادی نظام کے مسائل پر مضامین ہوتے ہیں۔ مختلف اشیاء پر ریڈیو پاکستان کی جانب سے ماہانہ تبصرہ کرنے کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں

مارکیٹنگ

مارکیٹنگ کا شعبہ مویشیوں۔ مویشیوں سے حاصل ہونے والی اشیاء غلہ۔ نفع بخش فصلوں پھلوں اور ترکاریوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا کام انفرادی اشیاء کے اعداد و شمار تیار کرنا اور مارکیٹنگ کے جائزہ کی رپورٹیں لکھنا ہے۔ مارکیٹنگ کے جائزہ کی ان رپورٹوں میں مختلف اشیاء مثلاً پیداوار رسد۔ مانگ۔ استعمال منڈی کے لئے قیمتوں کے تعیین . . . . . . فراہمی تقسیم نقل و حمل ذخیرہ رکھنے۔ درجہ بندی۔ کاروباری طریقوں اور سرمایہ کاری سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی نمایاں خصوصیات معلوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جنہیں بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور ترقی کی تدابیر پر بالتفصیل غور کیا جا رہا ہے۔ اون۔ سرسوں اور رائی۔ تمباکو تازہ پھلوں اور کھجوروں کے متعلق جائزہ کی رپورٹیں تیار کی جا رہی ہیں۔

یہ محکمہ متعدد قسم کی اشیاء کی مارکیٹنگ کے متعلق پمفلٹ بھی شائع کرتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کی مویشیوں کی دولت نامی پمفلٹ شائع ہو چکا ہے زرعی فصلوں۔ باغات کی فصلوں اور امداد باہمی کے متعلق پمفلٹ تیار ہو گئے ہیں۔

رپورٹ لکھنے کے علاوہ محکمہ زراعت اور مویشیوں سے حاصل ہونے والی اشیاء کی ترقی کے متعلق اسکیمیں مرتب کرتا ہے۔ ان اشیاء کی ترقی کے لئے عام طور پر منڈی کے لئے چیزوں کو بہتر طریقہ سے تیار کرنا اور پاک مارک کے تحت معیاری درجہ بندی کا سسٹم جاری کیا جاتا ہے یا سودہ کرنے کے معیاری شرائط اور یکساں اوزان اور پیمانے رائج کئے جاتے ہیں یا صوبائی قوانین کے ذریعہ زرعی اشیاء کی منڈیوں کا انتظام کیا جاتا ہے "پاک مارک" ایک سرکاری نشان ہے۔ جو پارلیمان کے قانون کے تحت حکومت پاکستان کے امداد باہمی اور مارکیٹنگ کے مشیر کی مرتب کردہ معیاری خصوصیات کے مطابق چیزوں کے خالص ہونے کی دلالت کرتا ہے۔

گھی اور انڈوں کی درجہ بندی کے متعلق دو اسکیمیں پہلے ہی سے جاری ہیں۔ پاک مارک کے تحت منولوں کی درجہ بندی کی ایک اور اسکیم پر مغربی پاکستان میں عمل درآمد ہو رہا ہے۔ ملک میں تلهن سے تیل نکالنے والی صنعتوں نے اس اسکیم کا خاص طور پر خیر مقدم کیا ہے۔ کیونکہ انہیں تلهن کی صاف اور یکساں اقسام باقاعدہ طور سے ملنے لگیں گی۔

حکومت پاکستان کے ترقیاتی بورڈ نے حال ہی میں اس محکمہ کی ایک اسکیم منظور کی ہے جس کا مقصد "پاک مارک" کے تحت اون مہیا کرنے کے لئے اس کی درجہ بندی کرتا ہے۔ چمڑوں اور کھالوں کے سلسلہ میں بھی پاکستان کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے دو اسکیمیں امداد باہمی اور مارکیٹنگ کے محکمہ نے تیار کی ہیں۔ پہلی اسکیم کھالوں اور چمڑوں کو بہتر طریقہ سے صاف اور تیار کرنے اور ان کا ذخیرہ رکھنے سے متعلق ہے اور دوسری اسکیم برآمد کی جانے والی کھالوں اور چمڑوں کی پاک مارک درجہ بندی کے لئے ہے۔

یہ محکمہ مختلف وزارتوں اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی پیش کردہ تجویزوں اور اسکیموں کی بھی جانچ کرتا ہے۔ مزید برآں یہ متعلقہ اعداد و شمار نیز دیگر اطلاعات حکومت بین الاقوامی اداروں اور انفرادی شخصیتوں کو بہم پہنچاتا ہے۔ مختصراً امداد باہمی اور مارکیٹنگ کا محکمہ پاکستان کی زراعتی اقتصادیات کے امور کے لئے "کلیئرنگ ہاؤس" اور "انفارمیشن آفس" دونوں حیثیت سے کام کرتا ہے۔

محکمہ جاتی معمل

لائلپور میں اس محکمہ کی سنٹرل کنٹرول لیبارٹری میں گھی۔ تیلوں۔ پھلوں اور پھلوں سے بنی ہوئی اشیاء کے تجزیہ کا کام ہوتا ہے۔

لائلپور میں اس محکمہ نے گھی کی درجہ بندی کا معیاری اسٹیشن بھی قائم کیا ہے جو پاک مارک گھی بھیجنے والے مقامی لوگوں کو گھی صاف کرنے اور اس کی جانچ کرنے میں مدد دیتا ہے تاکہ یہ گھی پاک مارک مہر کے ساتھ ڈبوں میں بند کیا جا سکے انفرادی اشخاص کے دیگر معمل بھی جن کا انتظام وہ خود کرتے ہیں۔ یہ سرکاری کیمیا دانوں کے زیر نگرانی قائم ہیں۔

یہ معمل پاک مارک گھی کی درجہ بندی کی اسکیم میں مدد دینے اور زراعتی پیداوار کی درجہ بندی کے سلسلے میں عمدگی سے نگرانی کا کام کرنے کے علاوہ زراعتی پیداوار اور اس سے بنی ہوئی اشیاء کے متعلقہ متعدد مسائل کا بھی تحقیقاتی کام انجام دیتے ہیں۔

بقیہ مضمون ص آزاد کشمیر کو خوراک و کپڑا فراہم کرنے کے انتظامات"

اور انہیں فی کس تقریباً ۹ روپے ماہانہ کی قیمت پر غذا اور ایندھن کا پورا راشن دیا جاتا ہے کیمپوں میں مہاجرین کے لئے طبی امداد اور صفائی کے مناسب انتظامات کئے گئے ہیں تقریباً ۱۰۰۰۰ بچوں کو ابتدائی تعلیم دینے کی اسکیم جاری کی گئی ہے اور تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق ۸۰۰۰ بچوں کو کیمپوں کے اسکولوں میں تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان اسکولوں کے چلانے پر تقریباً ۱۳۱۰۰۰ روپے سالانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ مذہبی تعلیم کے انتظامات بھی کئے گئے ہیں۔ تقریباً ۳۲۰۰۰ روپے کے خرچ پر ایک اسکیم جاری کی گئی ہے۔ جس کے تحت ہر کیمپ میں مہاجرین کو فنی اور پیشہ ورانہ تربیت دی جا رہی ہے تاکہ جب وہ اپنے گھروں کو واپس ہوں تو کسی کے محتاج نہ رہیں اور سوسائٹی کے لئے مفید ثابت ہو سکیں۔ ۱۷۰۰۰ مہاجرین کو مختلف پیشوں اور کاموں کی تربیت دی جائیگی

پنجاب اور سرحد کے دیہات اور شہر

پنجاب کے اضلاع سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ گجرات جہلم۔ راولپنڈی اور لاہور اور سرحد کے ہزارہ ضلع کے دیہاتوں اور شہروں میں ۲۷۰۰۰۰ مہاجرین رہ رہے ہیں۔ حکومت نادار مہاجرین کو فی بالغ ۷ چھٹانک اور فی بچہ ۳ ½ چھٹانک یومیہ کے حساب سے غلہ دیتی ہے۔ قائد اعظم ریلیف فنڈ سے تقریباً ۷۵۰۰۰ روپیہ کا کپڑا فی کس تین گز کے حساب سے مہاجرین کو مفت تقسیم کیا گیا ہے۔

راشن۔ طبی امداد اور دیگر انتظامات صوبائی حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی مدد کے لئے پورے وقت کام کرنے والا ضروری عملہ ہے۔ جس پر مشیر امور استصواب رائے عامہ کا پورا کنٹرول ہے اور مقامی کنٹرول ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے ہاتھ میں ہے۔

آزاد کشمیر کا علاقہ

آزاد کشمیر کے علاقہ میں تقریباً ۵۰۰۰۰ مہاجر اور خانماں برباد لوگ ہیں۔ ۷ چھٹانک یومیہ فی بالغ اور ۳ ½ چھٹانک یومیہ فی بچہ کے حساب سے روزانہ مفت راشن دیا جاتا ہے۔ ہندوستانی مقبوضہ کشمیر کے نادار مہاجروں کو ٹرانزٹ کیمپوں میں رکھا جاتا ہے اور اس وقت تقریباً چار ہزار مہاجر ٹرانزٹ کیمپوں میں موجود ہیں۔ آزاد کشمیر کے علاقہ میں سروسز کی ڈائرکٹریٹ مناسب طبی امداد بہم پہنچاتی ہے

تقریباً تمام مہاجرین کو رجسٹر کر لیا گیا ہے۔ محکمہ بحالی و روزگار نے ان کے گذشتہ پیشوں اور مفصل حالات کے فائل راولپنڈی میں رکھ لئے ہیں۔

باشندگان آزاد کشمیر کو ان کے گھروں میں دوبارہ بسانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جہاں کہیں بھی زمین یا دکان مل سکتی ہے ہندوستانی مقبوضہ علاقہ کے ان مہاجروں کو جو آزاد کشمیر میں ہیں پھر بسایا جا رہا ہے اور اس کام کے لئے دو لاکھ روپیہ کی نقدی منظور کی گئی ہے ✦ آزاد کشمیر میں غیر مسلموں کو بھی دوبارہ ان کے گھروں میں بسایا جا رہا ہے "

پاکستان کے دل "پنجاب" میں آزادی کا تیسرا سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زراعت، صنعت و حرفت، تعلیم، معاشی اور معاشرتی اصلاحات کا تفصیلی جائزہ

پنجاب پاکستان میں اناج کا گھر ہے۔ پاکستانی فوجوں کے لئے جوان بھی زیادہ تر یہیں سے لئے جاتے ہیں۔ یہاں کے جفاکش اور تنومند کسان عرصہ دراز سے ہل بھی چلاتے آئے ہیں۔ اور تلوار بھی۔ یہاں کی زراعت مشہور عالم نہری نظام پر قائم ہے۔ جو دنیا میں اپنی قسم کا سب سے بڑا نظام ہے۔ تقسیم سے پہلے ہمارا زرعی نظام برطانوی سلطنت ہند کی غذائی معیشت کا سب سے بڑا سہارا تھا۔ اور ہمارا سپاہی انگریز کی ہندوستانی فوجوں کی ریڑھ کی ہڈی تھا۔ اب یہ دونوں پاکستان کی معاشی اور عسکری قوت کی اہم ترین اثاثوں میں سے ہیں۔

پاکستان کی تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی پنجاب کی حیثیت اسی طرح نمایاں ہے۔ اس صوبے کی ۷۸ سالہ پرانی یونیورسٹی ملک میں سب سے قدیم اور سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ یہی حال پنجاب کے زراعتی انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں کا ہے۔ پنجاب کا صوبائی صدر مقام لاہور نہ صرف ملک کا سب سے بڑا تاریخی شہر ہے۔ بلکہ اہم ترین علمی اور ثقافتی مرکز بھی ہے۔ یہاں اگر ایک طرف پاکستان کی مایہ ناز تاریخی عمارات ہیں تو دوسری طرف عظیم ترین کتب خانے اور اشاعتی ادارے ہیں۔ **الغرض حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جو پنجاب کو "پاکستان کا دل" کہا تھا۔ تو ان کا یہ خطاب بہترین وجوہ اور استحقاق سے خالی نہیں تھا۔**

موجودہ پنجاب کا رقبہ ۶۲۰۱۲ مربع میل ہے۔ جو غیر منقسم پنجاب کے کل رقبے کا قریباً ۶۰ فی صدی ہے۔ جس حد فاصل نے سابقہ صوبے کو پاکستان اور بھارت میں تقسیم کیا۔ وہ ایک ایسے ثالث نے مقرر کی تھی۔ جس کا یہ ثالثی فیصلہ پاکستانیوں کے اعتماد سے صریح غداری کی وجہ سے ہمیشہ یاد رہے گا۔ پاکستان کو اس نے ایک ہاتھ سے جو کچھ دیا۔ دوسرے ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کی۔ مگر اس سعی مذموم کے باوجود سابقہ پنجاب کے حقیقی اور بنیادی اثاثے کا غالب حصہ اس نئے جزو، پنجاب میں ہی رہا۔ جو پاکستان میں شامل کیا گیا۔

آگ اور خون کی کڑی آزمائش

ان اثاثوں کے لئے پنجاب کو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی آزاد ریاست میں اس کے شمول سے ایک تند و تیز نزاع کا تو خاتمہ ہو گیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہاں کے لوگوں کے لئے آگ اور خون کی کڑی آزمائش کا دور شروع ہو گیا۔ تقسیم کے وقت ہمارے نئے پنجاب کی سرحد کے اس پار وسیع پیمانے پر مسلمانوں کے جان و مال کی غارتگری کی بہیمانہ مہم شروع ہو گئی۔ اس سے ایسے نتائج پیدا ہوئے۔ جن سے پاکستان کا دل "پیدا ہوتے ہی بجھنے کے قریب ہو گیا۔ اسی مہم سے ہند و پاکستان کے تعلقات کے ابتدائی باب ایسے سیاہ ہو گئے۔ کہ ان پر دونوں ملکوں کے ہوشمند عناصر آج رہ رہ کر کف افسوس مل رہے ہیں۔

اس مہم کا فوری نتیجہ یہ تھا۔ کہ اس کے بدنصیب شکار ہزاروں کی تعداد میں پنجاب کی طرف بھاگ گئے۔ اور ایک ناگزیر ردعمل کے تحت یہاں کے ہندو اور سکھ ہندوستان کی طرف کوچ کرنے لگے۔ اس وسیع آمدورفت نے جلد ہی صوبے میں انتظامی اور معاشی افراتفری کا عالم پیدا کر دیا۔

تقسیم سے پہلے اس صوبے میں تجارت، بنکنگ اور صنعتوں پر زیادہ تر ہندوؤں اور سکھوں کا قبضہ تھا۔ اعلیٰ ملازمتوں میں بھی زیادہ حصہ انہی کا حصہ تھا۔ ٹیکنیکل ملازمتوں میں غیر مسلموں کی تعداد ۷۰ سے ۸۰ فی صدی تک تھی۔ ان سب کے رخصت ہو جانے سے یہاں کی انتظامیہ شہری اور معاشی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی۔ بنک کاروباری ادارے اور کارخانے یک لخت بند ہو گئے۔ تجارت کے تمام وسائل مسدود ہو گئے۔ زراعتی پیداوار کو کھیتوں سے منڈیوں یا کارخانوں تک پہنچانے کے لئے مالی امداد دینے والے ادارے ختم ہو گئے۔ صنعت کے پہیے رک گئے۔ انتظامیہ مشینری میں بڑے بڑے خلا پیدا ہو گئے۔ ہسپتالوں میں ڈاکٹر اور ڈسپنسر نہ رہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صوبائی زراعت کو آب حیات بہم پہنچانے والی نہریں چلانے کا کام محال نظر آنے لگا۔

یہ تھے وہ حالات جن میں پنجاب کو ان مسلمان مہاجرین کو پناہ دینے کی عظیم ذمہ داری کا بوجھ اٹھانا پڑا جو سرحد پار سے پندرہ ہزار فی یوم کی تعداد میں آ رہے تھے۔ سرحد کے دونوں طرف انتقامی کارروائیوں کے مذموم چکر نے فرقہ وارانہ صورت حال کو بد سے بدتر بنانے میں کوئی وقت نہ لیا۔ بھارت اور پاکستان کی نئی حکومتوں نے ایک طرف سے پچاس ساٹھ لاکھ مسلمانوں اور دوسری طرف سے پینتیس لاکھ کے قریب ہندوؤں اور سکھوں کو جلد از جلد سرکاری انتظامات کے تحت نکالنے کے مشترکہ منصوبے تیار کئے۔ دونوں طرف انخلا کے لئے فوجی نظام قائم کئے گئے۔ جنہوں نے اس عظیم کام کو سنبھالا۔ اس وقت پاکستانی فوج کا حال صوبائی نظم و نسق سے بھی گیا گزرا تھا۔ نئی تنظیم کا یہ ابتدائی دور تھا۔ عملے اور ساز و سامان کی قلت تھی۔ بہرحال جو عملہ موجود تھا۔ اس نے پاکستان کے ریلوے ملازمین صوبائی افسروں اور دیگر امدادی عناصر کو ساتھ لیکر مستعدانہ انداز میں اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ اور متحدہ مساعی سے شاندار نتائج پیدا کئے۔ صرف چار ماہ کے عرصہ میں مشرقی پنجاب اور بعض دیگر ملحقہ رقبوں سے ۵۵ لاکھ کے قریب مسلمانوں کو ریل۔ سڑک اور پیدل قافلوں کی صورت میں جس طرح بھی بن پڑا۔ پاکستان پہنچایا گیا۔ اس مدت میں قریباً ۳۵ لاکھ ہندو اور سکھ ادھر سے رخصت ہوئے۔ گزشتہ تین سال میں ان لاکھوں مہاجرین کو جس خوش اسلوبی سے آباد کیا گیا۔ اس کے دوست اور دشمن سب قائل ہیں۔ بالخصوص بیرونی دنیا کی نگاہ میں تو یہ کارنامہ معجزے سے کم نہیں ہے۔ مہاجرین کی آباد کاری کے ساتھ ساتھ صوبے کی زراعت تجارت اور انتظامی حالت کو کم سے کم عرصہ میں معمول پر لایا گیا۔ اور اس طرح صوبہ معاشی اور اقتصادی اعتبار سے بہت جلد اس معیار پر پھر قائم ہو گیا۔ جو تقسیم سے قبل اس کا طرۂ امتیاز ہوا کرتا تھا۔

نئی آبادی کی بحالی اور آبادکاری

اپریل ۱۹۴۸ء کے اواخر تک حالات کا پانسہ پلٹ چکا تھا۔ پچاس لاکھ سے زیادہ مہاجرین کو عارضی طور پر آباد کیا جا چکا تھا۔ اور پناہ گیروں کے کیمپوں میں صرف ۴ لاکھ کے قریب نفوس باقی رہ گئے تھے۔ تمام صوبے میں افراتفری کی بجائے امن و امان قائم ہو چکا تھا۔ تجارت اور آمدورفت کی بحالی سے منڈیوں میں عام استعمال کی اشیاء دھڑا دھڑ پہنچنے لگ گئی تھیں۔ گندم کی ایک نئی فصل کاٹی جا رہی تھی۔ ایک دو ماہ قبل خوراک کی جو صورت حال نازک بیان کی جاتی تھی۔ اب بہتر ہو رہی تھی۔ صوبائی نظم و نسق کے مختلف محکمے جو اب تک عام انتظامات قائم رکھنے کی جدوجہد میں مصروف رہے تھے۔ اب تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی تبدیلیوں اور پاکستان کی آزادی سے پیدا ہونے والے مسائل کی روشنی میں تعمیر و ترقی کی طرف توجہ دینے لگے۔ اس وقت تک مہاجرین باعزت طریق پر بحال ہو کر روزگار پر لگ چکے تھے البتہ اس بات کی ضرورت تھی۔

ایک نظر میں

(۱) صوبے میں مہاجرین کی بحالی کی آخری حد پہنچ چکی ہے۔ اگر مزید بوجھ ڈالا گیا۔ تو صوبے کی معیشت خطرے میں پڑ جائے گی۔

(۲) ۱۹ کروڑ ۶۲ لاکھ روپے کی کل آمدنی میں سے دفاعی محکموں کا خرچ اس وقت پانچ کروڑ ۵۶ لاکھ تک پہنچ چکا ہے۔ یہ تناسب صوبے کی تاریخ میں (تقسیم سے پہلے اور بعد) ایک ریکارڈ کی حقیقت رکھتا ہے۔

(۳) اس وقت تک تھل میں قریباً ایک لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو چکی ہے۔ اندازہ ہے آئندہ دس سال میں تھل کے ریگ زار سبزہ زاروں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ جہاں زراعت کے ساتھ ساتھ ہر طرف صنعت اور تجارت کی گہما گہمی نظر آئے گی۔

(۴) گندم کی شاندار فصلوں کے باعث قلت پیداوار کی بجائے صوبے کو اب یہ مسئلہ درپیش ہے۔ کہ بے حساب فاضل اناج کو کس مصرف میں لایا جائے۔

(۵) متعدد تجربات کے بعد کپاس کی جو نئی قسم پیدا ہوئی ہے سوت تیار کرنے میں وہ مصری کپاس پر بھی سبقت لے گئی ہے۔

(۶) اس سال تعلیم کے لئے بجٹ میں ۲,۹۰,۱۷,۴۰۰ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ یہ رقم بھی تمام سابقہ منظوریوں کے مقابلہ میں ریکارڈ کا درجہ رکھتی ہے۔

(۷) آٹھ سو رجسٹرڈ فیکٹریوں میں سے سات سو فیکٹریاں معمول کے مطابق کام شروع کر چکی ہیں

(۸) زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ کی تمیز اڑا دی گئی ہے۔ نیز مزارعین کی بے دخلیاں غلط اور ناجائز قرار دینے کے علاوہ رواجی مواجبات بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔

(۹) صوبے میں عام انتخابات موجودہ سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ہو جائیں گے۔

گر ان کی بحالی کے عارضی انتظامات کو مستقل کیا جائے۔ یہ کام ناجائز الاٹمنٹوں پر نظر ثانی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

چنانچہ مہاجرین کی مستقل آبادکاری کے لئے پاکستان اور پنجاب کی مشترکہ ریفیوجی کونسل کی نگرانی میں ایک مفصل سکیم تیار کی گئی ہے۔ اس سکیم کے تحت مشرقی پنجاب اور بھارت کے دوسرے "مقررہ علاقوں" میں زرعی اراضی رکھنے والے مالک یا موروثی مہاجرین کو یہاں کی متروکہ اراضی میں سے اتنی ہی مالیت پیداوار کی زمین ۲۵۰ ایکڑ تک دے دی جائیگی۔ اس سے زیادہ رقبے کی صورت میں مزید رقبے میں سے نصف دیا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ ایکڑ زمین اس طرح معاوضے میں مل سکے گی۔

اس سکیم پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ بات ضروری تھی۔ کہ متعلقہ رقبوں کی جمعبندیوں کا تبادلہ کیا جائے۔ تاکہ درخواست کنندگان کے دعاوی کی اچھی طرح پڑتال ہو سکے۔ اس غرض کے لئے دونوں طرف وسیع ریکارڈ نقل کرنا پڑا۔ بھارت سے اس سلسلے میں ۱۶ ہزار دیہات کی جمعبندیاں پنجاب پہنچ چکی ہیں۔ ان جمعبندیوں کے اندراجات کو باقاعدہ ترتیب دیا گیا تھا۔ تاکہ مہاجرین کے دعاوی کی پڑتال کرنے میں آسانی رہے۔ اب تک کل دس لاکھ کے قریب مہاجرین نے اپنی چھوڑی ہوئی زمینوں کے متعلق دعاوی پیش کئے ہیں۔ اور غالباً اس کام کی تکمیل تک یہ تعداد ۱۱ لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ ان دعاوی کی پڑتال کا کام بڑے زور سے جاری ہے۔ قریباً ایک لاکھ دعاوی کی پڑتال کے بعد متعلقہ اضلاع میں بھیجے جا چکے ہیں۔ گویا مہاجرین کی مستقل آبادکاری کا اصلی کام شروع ہو چکا ہے۔ ضلع لاہور میں ساٹھ دیہات مکمل طور پر آباد کئے جا چکے ہیں۔

تقسیم ملک کے قریباً تین سال بعد پورے اعتماد سے یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ جو مہاجرین لاکھوں کی تعداد میں بے گھر ہو کر انتہائی بے سروسامانی اور سراسیمگی کے عالم میں پنجاب پہنچے تھے آج ان میں سے ۸۰ سے ۹۰ فیصدی کو صوبے کی معاشی زندگی میں کھپایا جا چکا ہے۔ نئے ماحول میں ان کا معیار زیست پہلے کی بہ نسبت پست نہیں ہے۔ بلکہ اکثر صورتوں میں بہتر ہی ہے۔ پنجاب میں آنے والے مہاجرین کی تعداد یہاں سے رخصت ہونے والے ہندوؤں اور سکھوں سے بقدر بیس لاکھ زیادہ تھی۔ ظاہر ہے کہ آبادی کے اس یک لخت اضافے سے مکانوں اور زمین پر دباؤ بڑھ چکا ہے صوبے نے اس دباؤ کو سہار لیا ہے۔ مگر صوبائی حکام کی اب یہ رائے ہے کہ اس صوبے میں مہاجرین کی بحالی کی آخری حد پہنچ چکی ہے۔ صوبے کے وسائل پر اگر اس سے زیادہ بوجھ ڈالا گیا۔ تو یہاں کی معیشت خطرے میں پڑ جائیگی۔

صوبائی مالیات پر ایک نظر

تقسیم کے بعد صوبے کا جو معاشی نظام تلپٹ ہوا تھا۔ وہ حالات کے معمول پر آنے کے بعد بڑی تیزی سے درست ہونے لگا۔ اس کا صحیح اندازہ صوبے کے مختلف بجٹ دیکھنے سے ہو سکتا ہے کیونکہ بجٹ کو کسی ریاست کی معاشی خوشحالی کا بیرومیٹر سمجھا جاتا ہے۔ تقسیم کے بعد ۷½ ماہ کے پرآشوب دَور (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء) کے صوبائی میزانیہ میں ۵ کروڑ ۳۶ لاکھ روپے کا خسارہ تھا۔ اس سے اگلے سال یکم اپریل ۱۹۴۸ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء کے مالی تخمینہ میں ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کا خسارہ دکھایا گیا۔ سال ختم ہونے پر دیکھا گیا۔ تو اصل خسارہ ۲ کروڑ ۴۴ لاکھ روپے کا تھا۔ ۵۰-۱۹۴۹ء میں مسلسل خسارے کو ختم کرنے کے لئے ۲ کروڑ ۸۹ لاکھ روپے کے نئے ٹیکس عائد کئے گئے۔ اس کے ذریعے بجٹ بمشکل متوازن ہو سکا صرف ۹ لاکھ روپے کی برائے نام بچت دکھائی گئی۔ اس سال صوبائی نظم ونسق میں کئی اہم تبدیلیاں ہوئیں۔ صوبائی مجلس قانون ساز دو دھڑوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک وزارت کا حامی۔ دوسرا اس کے خلاف دونوں دھڑے قریباً برابر تعداد کے تھے۔ اسی کشمکش کو ختم کرنے کے لئے جنوری ۱۹۴۹ء میں مرکزی حکومت نے اسمبلی کو توڑ دیا۔ وزارت برخاست ہو گئی۔ اور اس وقت کے گورنر سر فرانسس موڈی کو آئین پاکستان کے ایکٹ کی ۹۲ (الف) کے تحت تمام نظم ونسق خود سنبھالنا پڑا۔ ۵۰-۱۹۴۹ء کا بجٹ انہی کا تیار کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد جلد ہی صوبے میں وسیع اور تلخ سیاسی کشمکش شروع ہو گئی۔ جس کی لپیٹ میں آ کر بالآخر گورنر صاحب کو اپنے عہدے سے مستعفی ہونا پڑا۔ آپ کے بعد مرکزی کابینہ کے ایک رکن سردار عبد الرب نشتر گورنر مقرر ہوئے۔ آپ نے ۲ اگست ۱۹۴۹ء کو اپنے عہدے کا چارج سنبھالا۔ قریباً تین ماہ کے بعد آپ نے صوبائی نظم ونسق میں اپنی امداد کے لئے صدر صوبائی مسلم لیگ کی سفارش پر پانچ مشیر مقرر کئے ان کے عہد میں جب مالی سال اختتام پذیر ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ بجٹ کی فاضل رقم ۹ لاکھ روپے کی بجائے پونے دو کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ اس پر حکومت نے اسی سال کے اخراجات کی بعض ضمنی مدات کی منظوری دے دی اور زائد ٹیکس کا کچھ حصہ واپس کرنا منظور کیا۔ اس طرح متوقع فاضل رقم ایک کروڑ ۴ لاکھ روپیہ رہ گئی۔

مالی سال رواں ۵۱-۱۹۵۰ء کا جب بجٹ تیار کیا جا رہا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ محاصل اور اخراجات کی موجودہ سطح کے مطابق فاضل رقم اڑھائی کروڑ روپے سے بھی بڑھ جائے گی۔ چنانچہ صوبائی حکومت نے ایک طرف تو ایک سال قبل عاید شدہ زائد آبیانے کو منسوخ کرنا منظور کیا۔ اور دوسری طرف کھلے دل سے رفاہی اور دیگر نئے اخراجات کے لئے روپے کا انتظام کیا۔ کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں پر نظر ثانی کرنے کی ایک سکیم کچھ مدت سے زیر غور تھی۔ تنخواہوں کے اضافے کی اس سکیم پر یکم جنوری ۱۹۵۰ء سے عمل کرنے کے لئے ۵۰-۱۹۴۹ء کے بجٹ کی فاضل رقم میں سے ۲۰ لاکھ روپیہ علیحدہ رکھ لیا گیا۔ اور ۸۰ لاکھ روپے کا انتظام ۵۱-۱۹۵۰ء کے بجٹ میں کیا گیا۔ اس کے علاوہ رفاہی محکموں کے لئے ۸۰ لاکھ روپے کے نئے اخراجات منظور کئے گئے۔ ۱۹ کروڑ ۶۲ لاکھ روپے کی کل آمدنی میں سے رفاہی محکموں کا خرچ اس وقت ۵ کروڑ ۵۶ لاکھ تک پہنچ چکا ہے۔ یہ تناسب صوبے کی تاریخ میں (تقسیم سے پہلے اور بعد) ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ رفاہی محکموں کے لئے اخراجات میں ۳۸ لاکھ روپے کی ایک رقم شامل ہے۔ جو صوبے میں تعلیم بالغان نیز ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم کے فروغ پر صرف ہو رہی ہے۔ اسی سلسلے میں ۲۰ لاکھ سے زائد روپیہ بھی انتظامات کی توسیع کے لئے مختص ہوا ہے۔

تھل کی ترقی

تقسیم کے بعد تین سالوں کے دوران میں صوبائی ترقی کے لئے کئی اہم اقدامات کئے گئے ہیں۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ صوبائی وسائل کا نہ صرف تحفظ کیا جائے۔ بلکہ انہیں بہتر بنایا جائے۔ اور اگر کسی پہلو میں کوئی کمی ہو۔ تو اسے پورا کیا جائے۔ ترقی کی سب سے اہم سکیم جس پر اس وقت صوبے میں عمل ہو رہا ہے۔ صوبے کے شمال مغربی کونے میں واقع تھل کی نوآبادکاری اور آبپاشی کے متعلق ہے۔ اس سکیم پر کل ۱۵ کروڑ ۵۴ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ پاکستان میں یہ اپنی قسم کی سب سے بڑی سکیم ہے۔

تھل ایک وسیع ریگ زار ہے۔ جو قریباً پچاس لاکھ ایکڑ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے کو قریب ہی بہنے والے دریائے سندھ سے آبپاشی کرنے کا خیال پنجاب کے نہری انجنیئروں کو آج سے انتیس سال پہلے سوجھا تھا۔ اسی دوران میں دوسری نہری سکیمیں پایۂ تکمیل کو پہنچتی رہیں۔ اور اس وسیع رقبہ کی طرف توجہ نہ دی جا سکی۔ تھل پراجیکٹ کی تعمیر کا کام ۱۹۳۹ء میں شروع ہوا۔ تھل کے تمام علاقے کی آبپاشی کے لئے کم از کم سولہ ہزار کیوبک پانی درکار ہے۔ مگر صوبہ سندھ نے دریائے سندھ سے اس قدر پانی کے اخراج پر اعتراض کیا۔ آخر پنجاب کو صرف چھ ہزار کیوبک پانی پر اکتفا کرنا پڑا۔ جو قریباً ۱۵ لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کر سکے گا۔ اس نئی سکیم کے مطابق ایک عظیم الشان بند تیار کیا گیا۔ جو اب جناح بیراج کہلاتا ہے۔ یہ کام تقسیم سے پہلے مکمل ہو چکا تھا۔

تقسیم کے بعد کی افراتفری سے جب محکمہ آبپاشی کو نجات ملی۔ تو اس پراجیکٹ پر دوبارہ کام شروع کر دیا گیا۔ یہ کام بہت تیزی سے جاری ہے۔ تقریباً تمام نہری نظام مکمل ہو چکا ہے۔ اور تمام متعلقہ علاقے کو اب آبادکاری کے ساتھ ساتھ پوری مقدار میں پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ اس پراجیکٹ کی بڑی نہر اور اسکی شاخوں میں جو قریباً ۱۸۰ میل تک مکمل ہو چکی ہیں۔ اینٹوں اور سیمنٹ سے پلستر کیا گیا ہے۔ یہ اقدام سیم کی روک تھام کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ جس نے پنجاب کے پرانے نہری علاقوں میں کافی وسیع اراضی کی زرخیزی کو متاثر کر رکھا ہے۔

تھل میں آبادکاری کا کام اب زوروں پر ہے۔ پنجاب میں آبادکاری کا کام اس سے پہلے بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ پہلے حکومت آباد ہونے والوں کو خالی زمین کے ٹکڑے دے دیا کرتی تھی۔ آبادکار اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ذاتی وسائل سے کام لیتے تھے۔ تھل کی صورت میں یہ طریقہ بدل دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک تو اس سے آبادکاری کی رفتار بہت سست رہتی ہے۔ دوسرے

ضرورت

دفتر پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز میں چند میٹرک پاس یا مولوی فاضل کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو امیدوار مرکز سلسلہ احمدیہ ربوہ میں رہنے کے خواہشمند ہوں۔ اور یہ شوق رکھتے ہوں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہیں۔ اور سلسلہ کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں۔ ان کے لئے اچھا موقع ہے۔ مگر ایسے امیدوار درخواست کریں۔ جو باقاعدہ کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

(پرائیویٹ سکرٹری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں آباد ہونے والے مہاجرین وسائل کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہیں تھل میں ویسے بھی مشکلات اور رکاوٹیں بہت زیادہ ہیں۔

آبادکاری کے کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حکومت نے ایک "تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی" قائم کی ہے۔ یہ قانون کے ذریعہ قائم کی ہوئی حیثیت حاکمہ ہے اور نہ صرف سرکاری اراضی پر حاوی ہے۔ بلکہ تھل میں نجی زمینیں بھی حاصل کر کے علاقے کی مجموعی ترقی کے لئے پلان تیار کرنے کی مجاز ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے زمین کے بڑے بڑے ٹکڑے لئے جاتے ہیں ان پر چکوں کے نشان قائم کئے جاتے ہیں۔ پھر ٹریکٹروں اور دیگر جدید مشینوں کے ذریعے زمین کاشت کے لئے تیار کی جاتی ہے جب ایک بلاک اس طرح تیار ہو جائے تو آبادکاروں کا ایک دستہ وہاں پہنچا دیا جاتا ہے ان لوگوں کا انتخاب پہلے سے ہو چکا ہوتا ہے وہاں جاتے ہی ہر شخص کو ۱۵ ایکڑ زمین مل جاتی ہے۔ جس کی فی الفور کاشت شروع ہو جاتی ہے۔ آلات کشاورزی بیل۔ بیج اور دیگر ضروریات زندگی آبادکاروں کے لئے پہلے سے تیار رکھی جاتی ہیں۔ کم از کم پہلے چھ ماہ تک ان لوگوں کو جھونپڑوں، خیموں یا عارضی بارکوں میں رہنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے مکان بنا سکتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو وہاں لا سکتے ہیں مکان تیار کرنے کے لئے ضروری سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ ایک خاص قسم کی کھوکھلی اینٹیں تھل کے علاقے کے لئے خاص طور پر موزوں ثابت ہوئی ہیں۔ یہ سیمنٹ اور مقامی ریت کو ملا کر بنائی جاتی ہیں۔ اتھارٹی نے وہاں معیاری قسم کے مکانوں کی تعمیر بھی شروع کر رکھی ہے ایک مکان پر کل ایک ہزار روپے کے قریب خرچ آتا ہے۔ مگر آبادکار کو اپنی زمین یا مکان کے لئے سر دست کچھ بھی نہیں ادا کرنا پڑتا۔ زمین کی ترقی کا خرچ بھی حکومت کے ذمے ہے۔ بعد میں کئی سالوں تک آسان قسطوں کی صورت میں ان تمام چیزوں کی معمولی سی قیمت وصول ہوتی رہے گی۔ پہلی ایک دو فصلوں کے لئے مواجبات اراضی کی وصولی میں بھی خاص معافی دی جاتی ہے۔

اس وقت تک قریباً ایک لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو چکی ہے۔ آبادکاری کی رفتار رفتہ رفتہ تیز ہوتی جا رہی ہے۔ تھل کے پہلے آبادکار گندم اور چنوں کی دو بھری فصلیں کاٹ چکے ہیں۔ اور اب وہاں جا کر آباد ہونے کے لئے دھڑا دھڑ درخواستیں موصول ہو رہی ہیں سوائے اس سکیم کے ماتحت صرف مہاجرین وہاں آباد ہو سکتے ہیں مگر وہ بھی ایسے جن کے پاس زمین نہ ہو یا بہت کم ہو اور جو خود کاشتکاری کر سکیں۔ پاکستانی فوج کے مہاجر سپاہیوں کے کنبوں کے لئے بھی وسیع رقبہ مخصوص کیا گیا ہے۔ ان کی آبادکاری فوجی حکام کی نگرانی اور تعاون سے عمل میں آئی ہے سپاہی خود تو اپنی ملازمت پر رہتے ہیں۔ [illegible] اور ان کے نام الاٹ کی ہوئی زمینوں کی کاشت ان کے بھائی بھتیجے اور دوسرے رشتہ دار کرتے ہیں۔ یہ کنبے جو مشرقی پنجاب میں آبائی گھر چھوڑ کر آئے ہیں اب پہلے سے غالباً زیادہ خوشحال ہیں۔ بے گھر ہونے والے عیسائی کنبوں کے نام بھی تھل میں زمین الاٹ کی گئی ہے۔ اس تمام علاقے میں کئی سرکاری محکمے بھی سرگرمی سے مصروف عمل ہیں۔ محکمہ جنگلات کی طرف سے کثرت سے درخت لگائے جا رہے ہیں۔ محکمہ تعمیرات عامہ سڑکیں بنانے میں مصروف ہے۔ سرکاری زراعتی فارموں، دیہاتی منڈیوں اور صنعتی شہروں کے لئے بھی رقبے مخصوص کئے گئے ہیں ان کے پلان ماہرین نے تیار کئے ہیں۔ موجودہ سکیم کے مطابق تھل پراجیکٹ بیس لاکھ ایکڑ سے زیادہ رقبے پر حاوی ہوگا۔ اس میں سے ۱۵ ایکڑ رقبے پر اناج کپاس اور نیشکر وغیرہ کی کاشت ہوگی۔ باقی رقبہ جنگلات سڑکوں نہروں۔ دیہات اور منڈیوں کے حصے میں آئے گا۔ کل رقبے میں سے قریباً تین لاکھ ایکڑ زمین نہری آبپاشی کے دائرے سے باہر رہے گی۔

جناح بیراج کے ذریعے دریائے سندھ کا پانی صرف تھل کی آبپاشی کے لئے نہیں لیا جائے گا۔ اس پانی سے دو مرحلوں میں بجلی بھی حاصل کی جائے گی۔ پہلے مرحلے میں قریباً ۲۰ ہزار کلوواٹ پیدا کی جائے گی اور دوسرے میں قریباً ۴۰ ہزار کلوواٹ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ دس سال کے اندر اندر تھل کے ریگ زار جنگل میں منگل کے مناظر پیش کریں گے۔ وہاں تجارت اور صنعت کی گہما گہمی نظر آئے گی۔ آج وہاں گھاس کا تنکا تک نہیں۔ مگر اس وقت حد نگاہ تک ہرے بھرے کھیت پھیلے ہوں گے۔

زراعت، فالتو اناج کا نیا ریکارڈ

پنجاب کی سب سے بڑی صنعت اور قومی آمدنی کا بڑا ذریعہ زراعت ہے اور آئندہ سالہا سال تک یہ شرف زراعت کو ہی حاصل رہے گا۔ صوبے میں کل زیر کاشت اراضی کا رقبہ دو کروڑ ایکڑ سے کچھ ہی کم ہے۔ اس میں سے ایک کروڑ ایکڑ سے زیادہ رقبہ آبپاش ہے۔ زیادہ تر نہروں کے ذریعے، باقی رقبہ بارانی ہے۔ صوبے میں اناج کی فصلوں میں سب سے اہم گندم ہے۔ اس کے بعد چاول۔ پھر چنے سب سے اہم منافع بخش فصل کپاس کی ہے۔ تقسیم کے بعد پیدا ہونے والی مشکلات اور خطرات کو عبور کر کے پنجاب نے اناج اور کپاس پیدا کرنے میں کمال کر دکھایا ہے۔ قدرت کسانوں اور متعلقہ محکموں کی مساعی میں شامل حال رہی ہے تقسیم کے بعد گندم کی جو پہلی فصل بوئی اور کاٹی گئی وہ تمام افراتفری اور گڑبڑ کے علی الرغم معمول کے مطابق پیداوار دے گئی۔ دوسری فصل نے (جس کی اپریل مئی ۱۹۴۹ء میں کٹائی ہوئی) پنجاب کی تاریخ میں ریکارڈ قائم کر دیا۔ اس کی کل پیداوار معمول سے ۲۵ فیصدی زیادہ تھی۔ اس میں سے ۵ لاکھ ٹن سے زیادہ گندم برآمد کیلئے بچ رہی۔ اپریل۔ مئی ۱۹۵۰ء میں جو فصل کاٹی گئی اس کے آخری اعداد و شمار ابھی حاصل نہیں ہوئے۔ مگر اندازہ ہے کہ یہ فصل بھی سابقہ فصل سے بہتر نہیں تو ویسی اچھی ضرور رہی ہے۔ نخود کی فصل بھی بے مثال تھی۔ (بالخصوص تھل میں) ان شاندار فصلوں [illegible] سے پاکستان کی خوراک کا مسئلہ خاطر خواہ طور پر حل ہو گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پچھلی دو مثالی فصلوں نے قلت پیداوار کے مسئلے کی بجائے الٹا یہ مسئلہ پیدا کر دیا ہے کہ بے حساب فالتو اناج کا کیا کیا جائے۔

تقسیم کے بعد پنجاب کی کپاس کو بہت دھکا لگا۔ تقسیم کے وقت کپاس کی فصل استادہ تھی۔ ۱۹۴۷ء کے موسم خزاں میں یہ فصل فراہم ہو گئی۔ کپاس اوٹنے کے کارخانے نئے نئے الاٹ ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے کپاس کی مختلف اقسام۔ دیسی اور امریکی کو آپس میں ملا دیا۔ پنجاب میں سالہا سال کی محنت اور تجربوں کے بعد کپاس کی بعض بہتر قسمیں تیار ہوئی تھیں جو عام طور سے امریکی کہلاتی ہیں۔ ان اقسام کی وجہ سے پنجاب کا نام بیرونی منڈیوں میں بہت مشہور ہو چکا تھا۔ ناتجربہ کار اوٹنے والوں نے دنوں میں سالوں کی محنت پر پانی پھیر دیا۔ جب ۱۹۴۷ء کی مخلوط قسم کی روئی باہر پہنچی تو گئی جھگڑے اور احتجاج شروع ہو گئے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ پیدا ہوئی کہ صوبے بھر میں کپاس کا بیج خلط ملط ہو گیا۔ ۱۹۴۸ء میں کپاس کی فصل اسی بیج سے اگائی گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پیداوار کم ہوئی اور وہ بھی گھٹیا درجہ کی۔ بہرحال اس منافع بخش فصل کے مستقبل کو جو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس کا فوری طور پر سد باب کر دیا گیا۔ حکومت نے ایک قانون نافذ کیا جس کے مختلف علاقوں کے لئے کپاس کی مختلف اقسام کا تعیین کر دیا گیا۔ متعلقہ رقبوں میں غیر متعلقہ کپاس کاشت کرنے یا اوٹنے کی بھاری سزا مقرر ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی محکمہ زراعت نے مختلف اقسام کے بیجوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے اور متعلقہ رقبوں تک مطلوبہ مقدار میں پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ اس طرح ۱۹۴۹ء میں ایک بار پھر قدیم معیار کی فصل ہوئی ہے۔ جس نے بیرونی منڈیوں میں پنجاب کی روئی کی قدر و منزلت کو پھر بحال کر دیا ہے۔ اس فصل سے پیداوار بھی گئی سالوں کے مقابلہ میں زیادہ حاصل ہوئی ہے تازہ ترین تخمینہ پیداوار ۷۳۰۰۰۰ گٹھوں کا ہے (فی گٹھا ۴۰۰ پونڈ) یہ پاکستان کی کل پیداوار کا قریباً ۷۰ فیصدی ہے۔

پنجاب کے مشہور زراعتی کالج میں تعلیم اور تحقیقاتی کام پر جو غیر مسلم افراد مامور تھے ان کے چلے جانے سے کام کا کافی حرج ہوا۔ مگر جلد ہی کالج اور اس کی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے نظام کی اصلاح کا کام ہاتھ میں لے لیا گیا۔ اور اب یہ حال ہے کہ دونوں [illegible] ادارے تقسیم سے پہلے کے مقابلہ میں بہتر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

کپاس کی ایک نئی قسم "لاثانی" کے متعلق تحقیقات کرنے والے ایک ماہر نے حال ہی میں اپنے تجربات کی مکمل کامیابی کا اعلان کیا ہے۔ اس قسم کے متعلق دعویٰ کیا گیا ہے کہ سوت تیار کرنے میں یہ مصری کپاس سے بھی بڑھ گئی ہے۔ مصری کپاس سے ساٹھ کاؤنٹ سوت تیار ہوتا ہے اور اس سے ۷۰ کاؤنٹ۔ ممکن ہے کہ اس نئی قسم کی کپاس کی ترقی سے دنیا میں کپاس کی تاریخ کا ایک اہم باب کھل جائے۔ اس محکمے کے ایک اور ریسرچ افسر نے پیلے دانوں کی سرسوں پر تجربات کر کے ایک ایسا پودا پیدا کر لیا ہے جو موجودہ پودوں سے کہیں بہتر ہے۔ اس نئی قسم سے تیل نکالنے کے بیجوں کی پیداوار میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ اس وقت پنجاب میں یہ پیداوار کافی مقدار میں نہیں ہو رہی۔ (باقی صفحہ ۱۷ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کی تنظیم نو

معتمدی کابینہ کی انتظامی شاخ ۔ نظم و نسق کے لحاظ سے پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کی ذمہ دار ہے ۔ اس سروس نے پاکستان میں انڈین سول سروس کی جگہ لے لی ہے ۔ اس سروس کی تنظیم .... اور اس کے ارکان کی تعداد .... معین کرنے کے لئے

زیر تبصرہ سال میں دو اہم کانفرنسیں منعقد ہوئیں ایک کانفرنس حیثیت سیکرٹریوں کی اور دوسری کانفرنس صوبائی وزرائے اعظم کی ۔ ان کی سفارشات پر سرگرمی سے غور کیا جا رہا ہے ۔ اور توقع ہے کہ بہت جلد اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہو جائے گا ۔

بھرتی اور تربیت

زیر تبصرہ سال میں بی ۔ اے ۔ ایس اکیڈمی سے ۲۷ امیدوار کامیاب ہوئے ۔ اس شرط پر کہ وہ پاکستان پبلک سروس کمیشن کے آخری امتحان میں جو گذشتہ مارچ میں ہوا تھا ۔ کامیاب ہو جائیں ۔ عارضی طور پر ان کا تقرر پی ۔ اے ۔ ایس میں کر لیا گیا ہے ۔ اور انہیں مختلف صوبوں میں تعینات کر دیا گیا ہے ۔

اعلیٰ مرکزی ملازمتوں کے امتحان مقابلہ منعقدہ جنوری ۱۹۴۹ء کے نتیجہ پر ۲۰ امیدواروں کو پی ۔ اے ۔ ایس کے آموزگاروں کی تقرری کے لئے منتخب کیا گیا تھا ۔ یہ آموزگار پی ۔ اے ۔ ایس اکیڈمی لاہور میں اپنی تربیت تقریباً مکمل کر چکے ہیں ۔ اپنی تربیت کا آخری مرحلہ پورا کرنے کے لئے وہ عنقریب مشرقی بنگال روانہ ہوں گے

نوکریاں چھٹ جانے والے اشخاص کی کھپت

زیر تبصرہ سال کے دوران میں حیدر آباد دکن اور ہندوستانی صوبوں کے عہدوں سے برطرف شدہ مسلم افسر کثیر تعداد میں پاکستان آئے ان میں سے کچھ لوگ سیکرٹریٹ ۔ نظم و نسق اور انتظامی کام کا تجربہ رکھتے تھے ۔ ان افسروں کو مختلف ملازمتوں میں افسروں کی کمی پورا کرنے کی غرض سے ملازم رکھ لیا گیا ہے

جنرل ایڈمنسٹریٹو ریزرو کی توسیع

گذشتہ سال ملازمتوں میں مزید عملہ رکھنے کے لئے جو مختلف اقدامات کئے گئے تھے ۔ ان کے باوجود افسروں کی ابھی تک قلت ہے ۔ جنھیں انڈر سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری کے عہدوں پر مامور کیا جا سکے ۔ لہذا جنرل ایڈمنسٹریٹو ریزرو میں تقرر کے لئے موزوں اشخاص کی عارضی طور پر بھرتی کو پھر ضروری خیال کیا گیا ۔

پاکستان پبلک سروس کمیشن نے درخواستیں طلب کیں ۔ اور موزوں اشخاص کا انٹرویو کرنے کے بعد ان کے متعلق سفارشات کیں ۔ جو اس وقت معتمدی کابینہ کے زیر غور ہیں ۔

مستقلی

۱۹۴۷ء میں سیکرٹریٹ اسسٹنٹ سیکرٹری تک کی ۳ اسامیوں جن میں اسسٹنٹ سیکرٹری کی اسامی بھی شامل ہے ۔ نیز ملحقہ محکموں میں اس اسامی کی متوازی ۳ اسامیوں پر مامور عملے کو مستقل کرنے کا حکم جاری کیا گیا زیر غور عرصہ میں حسب ذیل اقسام کی ۷۰ فی صدی اسامیوں کو مستقل بنا لینے اور ان میں کام کرنے والے افراد کو مستقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔

(الف) سیکرٹریٹ میں اسسٹنٹ سیکرٹری کی اسامی میں سے اعلیٰ اسامیوں نیز ملحقہ اور ماتحت دفاتر میں مذکورہ اسامیوں کے مساوی درجہ کی اسامیاں ۔

(ب) وہ اسامیاں جو باقاعدہ ملازمتوں کے مقررہ ٹائم اسکیل میں بند ہوں ۔

ج ۔ باقاعدہ ملازمتوں کے زمروں کی اسامیاں ۔

قبائلی علاقوں کے امیدواروں کیلئے رعایت

قبائلی علاقوں کے امیدواروں کو کھلے مقابلے انتخاب کے ذریعہ مرکزی ملازمتوں میں جگہ دینے کے لئے عمر کی قیود میں رعایت دی گئی ہے ۔ تاکہ انہیں مقابلہ کے لئے دوسرے امیدواروں کے مساوی مواقع حاصل ہو سکیں ۔ ان کے لئے زیادہ سے زیادہ عمر کی قیود میں حسب ذیل تبدیلی کی گئی ہے ۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ کے قبائلی علاقے اور بلوچستان سرحدی ریاستیں اور بلوچستانی ریاستیں اور ضلع ڈیرہ غازی خان کے ملحقہ علاقے نیز مشرقی پاکستان کے غیر مشروط علاقے .... ۲۸ سال

ضلع گوجرانوالہ کی جماعتوں کا معائنہ

ضلع گوجرانوالہ میں سید محمد یوسف شاہ صاحب جماعتوں کے معائنہ کے لئے دورہ کریں گے ۔ یہ دورہ ۵ اگست ۱۹۵۰ء سے شروع ہو کر ۲۰ اگست ۱۹۵۰ء تک جاری رہیگا اور اس عرصہ میں وہ زیادہ سے زیادہ جماعتوں میں جانے کی کوشش کرینگے ۔ تمام عہدیداران صاحبان اپنا اپنا ریکارڈ مکمل کر لیں ۔ خاص کر سیکرٹریان مال چندہ وغیرہ کا حساب درست کر رکھیں تاکہ بوقت معائنہ ان کے ریکارڈ وغیرہ کو دیکھا جا سکے اور اندازہ لگایا جا سکے کہ کس حد تک کام ہو رہا ہے

سڑکیں اور سڑکوں کے ذریعہ نقل وحمل

پاکستان میں ذرائع نقل وحمل کی ترقی کے سلسلے میں دو خاص کام ہوئے ۔ پاکستان میں سڑکوں کا مرکزی فنڈ اور اس فنڈ کا انتظام کرنے کے لئے سڑکوں کے مرکزی ادارہ کا قیام ۔

اس فنڈ کی آمدنی درآمد برآمد کے زائد محاصل اور پٹرول پر لی جانے والی چنگی سے حاصل ہوتی ہے ۔ سڑکوں کے مرکزی فنڈ کو اوسطاً ہر سال ۔ ۳۰ لاکھ روپیہ حاصل ہونے کی توقع ہے ۔ لیکن اس میں اضافہ کا امکان ہے ۔ کیونکہ پٹرول کی راشن بندی ختم ہو جانے سے موٹر اسپرٹ زیادہ خرچ ہو گی ۔ اور سڑکوں کے مرکزی فنڈ کو زیادہ روپیہ حاصل ہو گا ۔

سڑکوں کے مرکزی فنڈ کو ۱۵ ۔ اگست ۱۹۴۷ء تا ۳۱ ۔ مارچ ۱۹۵۰ء اور یکم اپریل ۱۹۵۰ء تا ۳۰ جون ۱۹۵۰ء علی الترتیب ۴۰۰۰ ۹۰۲ روپے ۱۹۰۰۰ ۳۳ روپے حاصل ہوئے ۔ صوبائی حکومتیں ارباب نظم و نسق اور الحاق کرنے والی ریاستوں کو اس آمدنی کی اطلاع کر دی گئی ہے ۔ اور ان سے مرکزی حکومت کی منظوری کے لئے پروگرام پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے ۔ ان پروگراموں پر ان کے حصوں سے روپیہ لگایا جائے گا ۔ چند صوبائی حکومتیں اپنے پروگرام روانہ کر چکی ہیں اور وزارت ان کی جانچ کر رہی ہے ۔ سڑکوں کا مرکزی ادارہ ابھی زیر تکمیل ہے ۔

پاکستان کے سڑکوں کے انجنیروں کی انجمن

اس سال کے دوران میں ایک اور قدم یہ بڑھایا گیا ہے ۔ کہ پاکستان کے سڑکوں کے انجنیروں کی ایک انجمن قائم کی گئی ہے ۔ اس کی اولین حیثیت ایک غیر سرکاری ادارہ کی ہو گی ۔ جس میں ملک کے سڑکوں کے سرکاری اور غیر سرکاری انجنیر شامل ہوں گے ۔ یہ انجمن حکومت کی نگرانی میں قائم ہوئی ہے ۔ اور اس کے ابتدائی اخراجات کے لئے سڑکوں کے مرکزی فنڈ سے امداد دی جائے گی ۔ انجمن کا دستور مرتب ہو گیا ہے اس کا خاص مقصد سڑکوں کی تعمیر کے متعلق معلومات مرتب کرنا اور شائع کرنا اور نیز معیار اور نمونے تیار کرنا ہو گا ۔ یہ انجمن کل پاکستان کی سڑکوں کی ترقی کا منصوبہ بنائے گی ۔ یہ منصوبہ ناگپور کے منصوبہ کے طرز پر ہو گا جو ۱۹۴۳ء میں غیر منقسم ہندوستان کی حکومت کے زیر نگرانی تیار ہوا تھا ۔

سڑک کے ذریعہ نقل وحمل کے ذرائع کو قومی ملکیت بنانا

سڑک کے ذریعہ نقل وحمل کے ذرائع کو قومی ملکیت بنانے کے مسئلہ پر سڑک کانفرنس نے غور کیا تھا ۔ جو وزارت مواصلات نے مئی ۱۹۴۹ء میں طلب کی تھی ۔ کانفرنس نے سفارش کی تھی کہ :-

(ا) سڑک کے ذریعہ نقل وحمل کے ذرائع کو قومی ملکیت بنایا جائے ۔

(ب) کچھ معاون سڑکوں کو عارضی طور پر نجی گاڑیاں چلانے والوں کیلئے مخصوص کرنا چاہیئے ۔

(ج) مقصد یہ ہونا چاہیئے ۔ کہ نقل وحمل کی گاڑیوں کو معیاری بنایا جائے ۔

(د) قومی ملکیت بنانے کے پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لئے قانون بنانا چاہیئے ۔ اور

(ہ) قومی ملکیت کی سروسوں میں ریلوے کو مالی طور پر شرکت کی اجازت ہونی چاہیئے ۔

نقل وحمل کی مشاورتی کونسل

متعلقہ حکومتوں کے نمائندوں پر مشتمل نقل وحمل کی ایک مشاورتی کونسل مرکز میں قائم کی گئی ہے ۔ تاکہ وقتاً فوقتاً نقل وحمل کے معاملات پر مرکزی ۔ صوبائی اور ریاستی حکومتوں کی پالیسی پر تبصرہ کرے ۔ کونسل کا خاص کام یہ ہو گا ۔ کہ ملک میں نقل وحمل کے ایک مربوط نظام کی ترقی کے واسطے پالیسی مرتب کرنے کے لئے سفارشات پیش کرے ۔ کونسل کا اجلاس کم از کم سال میں دو بار مرکز کے وزیر مواصلات کی صدارت میں ہوا کرے گا ۔

بین الاقوامی کانفرنسیں

پاکستان دو بین الاقوامی کانفرنسوں میں جو سڑکیں بنانے اور نقل وحمل کے مسائل کے متعلق تھیں شرکت کر چکا ہے ۔ ایک تو ایکیفے کے حلقہ میں اندرونی نقل وحمل کے ماہروں کی کانفرنس میں جو اکتوبر ۱۹۴۹ء میں سنگاپور میں منعقد ہوئی تھی ۔ دوسرے نقل وحمل اور مواصلات کے کمیشن میں جو مارچ ۱۹۵۰ء میں لیک سکسس میں منعقد ہوئی تھی ۔ آخر الذکر ایک باقاعدہ اجلاس تھا ۔ جس میں پاکستان نے کمیشن کا رکن منتخب ہونے کی حیثیت سے شرکت کی تھی ۔ اول الذکر کانفرنس خاص طور سے اقتصادی کمیشن برائے ایشیا و مشرق بعید کے حلقہ میں سڑکوں کی بحالی اور اندرونی نقل وحمل میں ہم آہنگی کا جائزہ لینے کے لئے نیز متعلقہ مسائل کو حل کرنے کے طریقوں پر غور کرنے کے لئے بلائی گئی تھی ۔ اس کانفرنس کے مباحثہ میں پاکستانی وفد نے نہایت مفید اور کارآمد خدمت انجام دی ۔

پٹرول کی راشن بندی ختم

موٹر کے فاضل حصوں پر سے جو امریکہ سے نہیں آتے ۔ کنٹرول ہٹانے کا وہ طریقہ جس کی ابتدا گذشتہ سال ہی ہو چکی تھی ۔ امسال یکم مئی ۱۹۵۰ء سے ہر قسم کے موٹر کے فاضل حصوں پر سے کنٹرول اٹھا لینے پر عمل در آمد ہو گیا ۔ عام حالات کی بحالی کے لئے یکم جولائی ۱۹۵۰ء سے پٹرول کی راشن بندی ختم کر دی گئی ہے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مویشیوں کے متعلق دلچسپ حالات

پاکستان میں جس کا اقتصادی نظام زراعتی ہے۔ مویشیوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مختلف زراعتی کام تقریباً مویشی ہی انجام دیتے ہیں اس کے علاوہ ان سے دودھ۔ دودھ سے تیار ہونے والی اشیاء۔ گوشت چمڑہ اور کھالیں اون چربی۔ ہڈیاں شہد اور کھاد نیز دوسری چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ پاکستان میں مویشیوں کے کاروبار پر تقریباً ۹۰۰ کھرب روپیہ (۹۰۰۰۰۰۰ پونڈ یا ۳۰۰ کھرب ڈالر) لگا ہوا ہے۔

مویشیوں کی خاص نسلیں یہ ہیں

دودھ کے لئے سرخ سندھی اور ساہیوال بار برداری کے لئے تھاری۔ بھگناری اور دھنی سوھنی اور دو جن اول الذکر خاص طور پہاڑی علاقوں کے لئے کارآمد ہوتے ہیں۔ راوی اور نیلی بھینسوں کی مشہور نسلیں ہیں۔ پاکستان میں مویشیوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۳ کروڑ ہے۔ لیکن ان کی اکثریت بالخصوص مشرقی پاکستان میں گھٹیا قسم کی ہے۔ افزائش نسل۔ چارے اور امراض کے مؤثر انسداد کے ذریعہ مویشیوں کو بہتر بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

بھیڑوں کی اہم نسلیں یہ ہیں

چوڑی دم کی ہشت ناگری۔ ہرنائی۔ ببرک اور وزیری اور پتلی دم والی دمانی۔ کاغانی اور لوہی بھیڑیں جن کی تعداد قریباً ۷۰ لاکھ ہے زیادہ تر مغربی پاکستان کے اندر صوبہ سرحد بلوچستان اور سندھ میں ہوتی ہیں۔ فی جوان بھیڑ چار پونڈ اون سالانہ کے حساب سے دستیاب ہوتا ہے۔ اون کی پیداوار سالانہ اوسط ۲۸۹۰۰۰ من ہے۔ بھیڑیں دو غرض سے پالی جاتی ہیں۔ گوشت کے لئے اور اون کے لئے۔ پاکستانی اون عام طور پر قالین بننے میں کام آتی ہے

بکریوں کی مشہور نسلیں یہ ہیں

کاغان وادی۔ ڈیرہ دین پناہ۔ دھنی بربری کاموری سیاہ بنگالی اور سفید داڑھی والی. بنگالی ان کا خاص فائدہ یہ ہے کہ ان سے اون کھال اور گوشت حاصل ہوتا ہے۔ کچھ نسلوں کی بکریاں دودھ خوب دیتی ہیں۔ اور غریب آدمی کو گائے کا کام دیتی ہیں۔ کیونکہ کچھ علاقوں میں بکریوں کے باعث زمین کٹ جاتی ہے۔ اس لئے پالیسی یہ ہے کہ ان علاقوں میں ان کی تعداد کم کی جائے یا نہیں نقصان پہنچایا جائے یا ان کی بجائے بھیڑیں پالی جائیں۔

مشرقی پاکستان کی بکریوں کی کھالیں عمدہ قسم کی ہوتی ہیں۔ بکریوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۹۲۰۰۰۰۰ ہے اور ہر سال بھیڑ اور بکری کی تقریباً ۵۶۷۰۰۰۰ کھالیں دستیاب ہوتی ہیں۔

گھوڑوں کی تعداد قریباً ۵۰۰۰۰۰ ہے یہ نقل حمل میں بڑا کام دیتے ہیں۔ بلوچستان اور مغربی پنجاب کے علاقے میں بہترین گھوڑے پائے جاتے ہیں۔ گھوڑ دوڑ کے لئے پاکستان میں پرورش کئے ہوئے گھوڑے ہندوستان اور لنکا کو برآمد کئے جاتے ہیں۔ . . .

. . . .

اس کے علاوہ پاکستان میں گدھوں اور خچروں کی تعداد علی الترتیب ۹۱۳۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰ ہے۔ یہ بار برداری کے کام آتے ہیں۔ پاکستان فوج ریماؤنٹس (Remounts) کے لئے گھوڑے اور خچر پالتی ہے۔ پنجاب کے مونا اور منٹگمری کے ریماؤنٹ ڈپو کافی مشہور ہیں۔

اونٹ خشک علاقوں بالخصوص سندھ بہاولپور اور مکران میں پائے جاتے ہیں۔ مکران کے اونٹ کافی تیز رفتار ہوتے ہیں۔ اونٹوں سے اون اور کھالیں دستیاب ہوتی ہیں۔ پاکستان میں اونٹوں کی تعداد تقریباً ۵۷۰۰۰۰ ہے۔

مرغیوں کی تعداد قریباً ۳۲۰۰۰۰۰۰ ہے اور بطخیں تقریباً ۵۰۰۰۰۰۰ ہیں۔ مرغیوں اور بطخوں کی تہائی تعداد مشرقی پاکستان میں ہوتی ہے۔ پاکستان کی مرغیوں اور بطخوں کی پیداوار زیادہ نہیں ہے۔ چٹاگانگ جبیل اور اسرائیل اہم دیسی نسلیں ہیں۔

پالیسی یہ ہے کہ کچھ دیسی نسلوں کو رکھا جائے اور ان کو بہتر بنایا جائے۔ نیز دوسری نسلوں کی بجائے موزوں غیر ملکی نسلیں لائی جائیں بطخیں پالنے کی مغربی پاکستان میں بھی ہمت افزائی کی جا رہی ہے۔

پاکستان کی انجمن مرغبانی جو ایک جماعت ہے مرغبانی کی صنعت کو مدد دیتی ہے اسی طرح کی صوبائی انجمنیں بھی قائم کی گئی ہیں۔ صوبہ سرحد کی انجمن خاص طور پر عمدہ کام انجام دے رہی ہے۔

پاکستان کو چند بہترین قسم کے گرمی برداشت کرنے والے بیلوں کا گھر مانا جاتا ہے اور دوسرے ملکوں سے جو اچھے بیلوں اور گوشت کے کام آنے والے دوسرے دوغلے مویشیوں کی نسل بہتر بنانا چاہتے ہیں۔ ان کی بہت مانگ ہے۔

سرخ سندھی اور ساہیوال نسلیں غیر ممالک میں بہت مشہور ہیں۔ ملک میں مویشیوں کی زبردست مانگ اور لوگوں کی گوشت کی عام ضروریات پوری کرنے کی وجہ سے پاکستان میں مویشیوں کو محدود تعداد میں برآمد کرنے کی اجازت ہے۔ فالتو جانوروں کی برآمد کا انحصار برآمدی کنٹرول کے قواعد پر ہے۔ زیر نظر سال میں ۱۱۴ مویشی (۱۴ گھوڑے ۷۲۵ بھیڑ بکریاں ۸۲ بطخیں اور تقریباً ۱۲۰۰ مرغیاں وغیرہ برآمد کی گئیں

غیر ممالک کو مویشی برآمد کرنے کے علاوہ ہمیں مشرقی پاکستان میں سرخ سندھی نسل کی کافی تعداد رکھنی پڑتی ہے۔ مویشیوں کے لحاظ سے اس صوبہ کی اقتصادی حالت اس پالیسی سے بدل جائے گی۔

حکومت پاکستان کراچی کے نزدیک ملیر میں سرخ سندھی مویشیوں کی افزائش نسل کا ایک فارم اور مرغی خانہ قائم کر رہی ہے تاکہ سرخ سندھی نسل کو ترقی دی جا سکے۔ یہاں رہوڈ آئسلینڈ ریڈ (Rhode Island Red) وائٹ لیگ ہارن (White Leghorn) اور منارکا (Minorca) کی نسلوں کا ذخیرہ بھی رکھا جائے گا۔ اس طرح سے افزائش نسل کے صوبائی فارم مفید ترقیاتی کام انجام دے رہے ہیں۔ ملک میں مویشیوں کی افزائش نسل اور مرغیوں کے مزید فارم قائم کئے جا رہے ہیں۔ مرکزی حکومت بلوچستان اور کراچی کے علاقوں میں جو مرکز کے زیر انتظام ہیں مویشی بانی کے تمام شعبوں میں براہ راست اصلاحیں کر رہی ہے

پاکستان میں بیطاری کے دو کالج ہیں۔ پنجاب ویٹرنری کالج اور مشرقی پاکستان ویٹرنری کالج کومیلا۔ پنجاب ویٹرنری کالج پنجاب یونیورسٹی سے ملحق ہے اور بی۔ وی۔ ایس سی کی ڈگری دیتا ہے۔ مشرقی پاکستان ویٹرنری کالج فی الحال ڈپلوما دیتا ہے۔ لیکن اس کالج کی بحالی کے لئے گفت و شنید کی جا رہی ہے تاکہ ڈھاکہ یونیورسٹی سے اس کا الحاق کیا جا سکے۔ ان کالجوں سے ہر سال ۷۰ طلبا ویٹرنری گریجویٹ ہو کر نکلتے ہیں۔

پشاور میں مویشی بانی کا تحقیقاتی ادارہ اپنے حلقہ وار ذیلی دفتر کے جو کومیلا مشرقی پاکستان میں قائم ہے۔ تحقیقات۔ پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ اور حیاتیاتی پیداواروں کی ایک وفاقی ایجنسی کی حیثیت رکھتا ہے

دوران سال میں۔ ویکسین۔ سیرا اور ڈائگناسٹکس کی تقریباً چار لاکھ خوراکیں تیار کی گئیں اور صوبوں۔ ریاستوں۔ فوج نیز ممالک مشرق وسطی کو بھیجی گئیں۔ عنقریب رانی کھیت وائرس ویکسین بھی چند یورپین ممالک میں بھیجی جائیگی

مویشی بانی کا پاکستانی تحقیقاتی ادارہ نہایت مفید کام انجام دے رہا ہے۔

ادارہ خوراک و زراعت کی مرتب کردہ جدول کے مطابق پاکستان میں مویشیوں کی تمام نسلوں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

علم الامراض۔ علم جراثیم۔ متعدی امراض کے زہر اور طفیلی کیڑوں کے چند اہم امراض کے متعلق تحقیقاتی کام جاری ہے۔ برصغیر ہندوستان و پاکستان میں خچروں اور پرندوں کے دو نئے امراض کا پہلی مرتبہ پتہ چلایا گیا ہے۔ امراض کی تشخیص کی غرض سے علم الامراض کا سامان وصول ہوتا ہے۔ ہمارے تحقیقاتی عملہ کے ذمہ مویشی بانی کے مسائل میں صوبوں کی مدد کرنے کا کام ہے اس ادارہ میں توسیع کی جا رہی ہے۔ اور کوئٹہ (بلوچستان) میں بھیڑوں اور اون کے مسائل کی تحقیقات کرنے کے لئے عنقریب ایک نیا حلقہ وار ذیلی اسٹیشن قائم کیا جائے گا

صوبوں اور ریاستوں میں متعدد قومی اسکیمیں جاری ہیں۔ جن کے اخراجات مرکزی حکومت برداشت کرتی ہے۔ . .

. . . .

. . . . . . دیگر

کئی اسکیمیں بھی پاکستان کی غذائی و زراعتی کونسل کی مویشی بانی کمیٹی کے زیر غور ہیں

پاکستان نے اس سال تین بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ڈاکٹر ایس کے لیسین نے جو مویشی بانی کے ڈپٹی کمشنر اور مویشی بانی کے پاکستانی تحقیقاتی ادارہ کے ڈائرکٹر ہیں، مئی ۱۹۵۰ء میں پیرس میں جانوروں کے امراض کے بین الاقوامی دفتر (Office International des Epizooties) کی سالانہ کانفرنس میں نیز پیر اور منہ کی بیماری کے متعلق ادارہ غذا و زراعت کے جلسہ میں پاکستان کی نمائندگی کی اور جانوروں کی متعدد بیماریوں پر مباحثہ میں حصہ لیا۔ ایک تحقیقاتی افسر مسٹر عبد الوحید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی پاکستان میں ہر پانچواں آدمی مہاجر ہے

مہاجرین کی بحالی و آبادکاری کے انتظامات کی تفصیل

پاکستان اپنے قیام کے تیسرے سال میں بھی ان لاکھوں مہاجرین کی بحالی کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ جو برصغیر کی تقسیم کے بعد یہاں پناہ لینے آئے تھے۔ مغربی پاکستان میں ہر پانچواں آدمی مہاجر ہے۔ اس سے مہاجرین کے مسئلہ کی وسعت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ توقع تھی کہ ۵۰-۱۹۴۹ء میں مہاجرین کا بکثرت آنا رک جائے گا اور حکومت پاکستان ان ۷۵۰۰۰۰۰ مہاجرین کی بحالی کے عظیم کام پر پوری طرح توجہ دے سکے گی۔ جو پاکستان پہنچ چکے تھے لیکن چونکہ پاکستان قائم ہونے کے تیسرے سال کے اواخر میں بھی مہاجرین کثیر تعداد میں پاکستان آتے رہے۔ اس لئے حکومت اس مسئلہ پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکتی

پنجاب

مہاجرین کی بحالی کا زیادہ بار پنجاب پر پڑا کیونکہ اس صوبہ میں مہاجرین کی تعداد ہندوستان جانے والے غیر مسلم تارکین وطن کی تعداد سے ۱۲۰۰۰۰۰ زیادہ ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے۔ کہ پنجاب ان مہاجرین کی اکثریت کو آباد کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔ اور باقاعدہ آبادکاری کی منصوبہ بندی کے معاملہ میں وہ مغربی پاکستان کے دیگر صوبوں سے آگے ہے۔ اس صوبہ میں تخلیہ کنندگان کی دیہی اور شہری جائیدادوں کا ایک مفصل جائزہ تیار کیا گیا ہے۔ اور مہاجرین کو زمین پر آباد کرنے کی ایک اسکیم مکمل ہو گئی ہے۔ ان سرگرمیوں میں لاکھوں مالکان اراضی کے مطالبات کی جانچ بھی شامل ہے جن کی تکمیل میں قدرتی طور پر وقت لگے گا۔ صوبائی حکومت نے انہیں کم مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچانے کے انتظامات کر دیئے ہیں۔ دیہی مہاجرین کو بھی تیزی سے صوبہ کی اقتصادی زندگی میں سمویا جا رہا ہے اور امید ہے کہ یہ صوبہ بحالی کا کام مکمل کرے گا

سندھ

ستمبر ۱۹۴۸ء میں پتہ چلا کہ پنجاب میں مہاجرین کی زائد تعداد موجود ہے۔ جسے صوبہ میں بسنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ اس سے صوبہ کی اقتصادی زندگی کو نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ لہٰذا انہیں سندھ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں ان کی آبادکاری کے لئے گنجائش موجود تھی۔ مئی ۱۹۴۸ء میں سندھ میں مہاجرین کی مردم شماری سے پتہ چلا کہ اس صوبہ میں صرف ۴۵۵۴۳۲۲ مہاجرین آئے۔ لیکن یہاں سے ہندوستان جانے والے غیر مسلموں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لہٰذا پنجاب سے دو لاکھ زائد مہاجرین کو سندھ منتقل کرنے اور انہیں وہاں نئے گھر مہیا کرنے کا فیصلہ کیا گیا

مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے مہاجرین کو دیہی اور شہری علاقوں میں پھر سے آباد کرنے کی سرتوڑ کوششیں کی ہیں۔ یہ کام سرانجام دینے کے لئے بحالی کا ایک نائب کمشنر ایڈیشنل مختار کار اور مال کا ایک خاص عملہ رکھا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے مہاجرین کے لئے (Movement and Quartering) کا ایک ڈائرکٹوریٹ قائم کیا۔ جس نے بحالی کے کام کو تیز رفتار بنانے میں ضروری مدد دی۔ ہر ضلع کی نگرانی کا کام ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے انجام دیا۔ متعدد افسران بہبودی نے اس کا ہاتھ بٹایا اور الاٹمنٹوں کی جانچ کرنے اور ان پر نظرثانی کرنے نیز مہاجرین کو زمین کا قبضہ دلانے کے سلسلے میں زبردست کوششیں کیں۔ ضلع کے افسروں نے اس عملے کے ساتھ تعاون کیا۔ جس کے باعث مہاجرین کی ایک بڑی تعداد زمینوں پر آباد ہوئی اور صوبائی حکومت کے تقاوی قرضوں کی مدد سے کاشتکاری شروع کر دی۔ بحالی کے کام میں مدد دینے کے لئے مرکزی حکومت نے سندھ فیلڈ پبلسٹی یونٹ کے نام سے ایک اور ادارہ قائم کیا۔ اس یونٹ کے ارکان نے مہاجرین میں ضبط و نظم قائم کرنے اور ان میں حوصلہ پیدا کرنے نیز مشکلات پر قابو پانے میں ان کی مدد کرنے کے لئے صوبہ کے طول و عرض میں مسلسل دورہ کیا۔ یہ یونٹ مہاجرین اور ارباب اختیار نیز مقامی آبادی کے درمیان ایک رشتہ ارتباط کی حیثیت رکھتی تھی۔ مرکزی حکومت نے مہاجرین اور مقامی سندھیوں کے فائدے کے لئے "نئی زندگی" نامی ایک پندرہ روزہ رسالہ جاری کیا جس کے اردو اور سندھی میں دو علیحدہ ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔ اس رسالہ کا مقصد مہاجرین کو اس صوبہ میں نئے شعار زندگی سے روشناس کرانا اور مقامی باشندوں کو ہمسایوں کے طریقوں سے واقف کرنا ہے۔ یہ رسالہ سندھ میں عوام کو مفت تقسیم کیا گیا۔ جو تمام طبقوں میں بہت مقبول ہوا۔

کراچی

تقسیم سے پہلے وفاقی دارالحکومت کراچی کی آبادی صرف ۳۰۰۰۰۰ تھی۔ لیکن اب اس شہر میں ۱۲۰۰۰۰۰ نفوس رہتے ہیں جن میں زیادہ تر مہاجرین ہیں۔ کراچی میں ہزاروں مہاجرین سابق تعلیمی اداروں کی عمارتوں میں رہتے ہیں۔ اور ان کی ایک کثیر تعداد کھلے پلاٹوں اور پر ہجوم شاہراہوں کے دونوں طرف بنی ہوئی جھونپڑیوں میں آباد ہے۔ اور مہاجرین کو بہتر جگہ دینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

شہر کی آبادی میں کمی کرنے کے لئے کراچی کے نزدیک ایک نئی بستی بسائی گئی ہے۔ جہاں نادار مہاجرین کو رہنے کی جگہ مہیا کی جائے گی اس بستی کا نام گورنر جنرل پاکستان کے نام پر "ناظم آباد" رکھا گیا ہے۔ مہاجرین آباد کرنے کے لئے موجودہ وفاقی دارالحکومت کی جگہ کے نزدیک ۱۶۰۰ ایکڑ زمین کے ایک اور رقبہ کو ٹھیک کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی مزید توسیع کے امکانات زیر غور ہیں۔

دیگر یونٹ

ریاست بہاولپور میں بھی بحالی کا کام زور شور سے جاری ہے۔ ریاستی حکام نے مہاجرین کی بحالی کے لئے بہت سی مفید اسکیمیں شروع کی ہیں ان میں سب سے نمایاں اسکیم ان کے نہری نظام کی توسیع اور ترقی یافتہ علاقہ میں نئی بستی آباد کرنا ہے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں زیادہ مہاجرین نہیں گئے۔ لہٰذا زائد مہاجرین کو زیادہ آبادی کے علاقوں سے ان صوبوں میں بھیجنے کی تجویز ہے۔

مشرقی پاکستان

۱۹۴۹ء کے آخر تک مشرقی پاکستان آنے والے مہاجرین کی تعداد کچھ زیادہ نہیں تھی۔ زیادہ تر مہاجرین بہار اور مغربی بنگال سے آئے تھے لیکن۔ لیکن فروری ۱۹۵۰ء میں حالات نے اچانک نازک صورت اختیار کر لی۔ اور مغربی بنگال میں وسیع پیمانہ پر فسادات ہونے کی وجہ سے ۱۰۰۰۰۰۰ مہاجرین سرحد پار کر کے مشرقی پاکستان آ گئے۔ مرکزی اور صوبائی حکومت نے متعدد کیمپ قائم کئے ہیں۔ جہاں مہاجرین کو مفت غذا کپڑے اور پناہ دی جاتی ہے۔ پاکستان میں مشرقی بنگال بہت زیادہ گنجان آباد ہے۔ اور وہاں زراعت پیشہ مہاجرین آباد کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں صوبائی حکومت نے ایک کمشنر امداد مقرر کیا ہے جس نے مشرقی بنگال کے شہروں اور دیہات میں مہاجرین کی بحالی کے لئے منصوبے تیار کئے ہیں۔

سندھ اور کراچی میں مہاجرین کا نیا سیلاب

بھارت کے صوبہ یوپی میں فروری ۱۹۵۰ء کے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے مہاجروں کا نیا سیلاب جو دھپور ہو کر سندھ میں آنا شروع ہو گیا۔ مارچ ۱۹۵۰ء کے شروع میں یہ مہاجر ۱۵۰۰ سے لے کر ۲۰۰۰ یومیہ کے حساب سے مغربی پاکستان میں داخل ہوئے اور تیز رفتاری خطرناک حالت پر پہنچ گئی۔ شروع اپریل میں ان مہاجروں کی رفتار ۳۰۰۰ سے ۴۰۰۰ ہزار اشخاص یومیہ تھی۔ اس وقت ان مہاجروں کی آبادکاری آسان نہیں تھی۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑی تعداد میں آ رہے تھے۔ اور ابھی پہلے آئے ہوئے مہاجروں کو بھی بسانے میں متعدد کوششوں کی ضرورت تھی۔ سرحد سے ۶۰ میل دور پتھارو کے مقام پر ایک استقبالیہ کیمپ جاری کر دیا گیا تھا۔ ایک مقررہ وقت میں اس کیمپ میں تقریباً ۴۰۰۰ مہاجر ٹھہر سکتے تھے لیکن فوراً ہی اس کیمپ میں ۱۰۰۰۰ مہاجروں کو جگہ دینا پڑی کار ریلوے حکام کی مدد سے خاص ریل گاڑیاں چلائی گئیں تاکہ ان مہاجروں کو جن میں اکثر کاریگر اور معمولی مزدور تھے۔ سندھ کے مختلف شہروں میں بھیجا جائے۔ چند رضاکار جماعتوں کی مدد سے کھوکھرا پار میں مہاجروں کو کھانا کھلانے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ پتھارو مقام پر مہاجروں کو مرکزی حکومت کی طرف سے خوراک دی جاتی تھی۔ اور صوبائی حکومت نے قصبوں کے استقبالیہ مرکزوں میں نادار مہاجرین کے اس وقت تک کھلانے کا انتظام کیا۔ جب تک کہ وہ باقاعدہ آباد نہ ہو جائیں۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن نے پتھارو کے استقبالیہ مرکزوں میں نہایت مفید امداد دی۔ اور ہیضہ چیچک کا انسداد کیا۔ یونیسیف نے ازراہ کرم بچوں اور کمزور بالغوں کے لئے عمدہ غذا اور دودھ کے پاؤڈر سے مدد دی۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ مئی ۱۹۵۰ء کے آخر تک ۲۴۰۰۰۰ مہاجروں نے سرحد پار کر کے کراچی اور سندھ میں پناہ لی ہے۔

حکومت نے صنعتیں قائم کر کے کچھ کاریگر مہاجرین کو کام پر لگا دیا ہے۔ اس کے باوجود صنعتیں بھی قائم کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں آبادکاری کی مالیاتی کارپوریشن نے امداد باہمی کی انجمنیں قائم کر کے اور متعدد مہاجروں کو مالی مدد دے کر نمونہ پیش کیا ہے۔ پھر بھی ابھی بہت کام باقی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بندرگاہوں کی توسیع و ترقی کی رفتار

چٹاگانگ کی توسیع کیلئے ساڑھے چودہ کروڑ روپے کا طویل المیعاد منصوبہ

جہاں حکومت چٹاگانگ کی بندرگاہ کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لا رہی ہے وہاں نئی بندرگاہیں تعمیر کرنے کی دوڑ دھوپ بھی بدستور جاری ہے۔ چنانچہ مغربی پاکستان میں "پسنی" اور مشرقی پاکستان میں "کھلنا" کی بندرگاہوں کو فروغ دینے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں ترقی کی طویل المیعاد سکیم مکمل ہو جانے پر چٹاگانگ کی بندرگاہ میں چالیس لاکھ ٹن سامان کی گنجائش نکل آئے گی۔ تقسیم سے قبل اس میں صرف چار جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ اور پانچ لاکھ ٹن سامان کی گنجائش تھی۔ سردست بندرگاہ میں اتنی توسیع کر دی گئی ہے کہ تیرہ جہازوں کے لنگر انداز ہونے اور اٹھارہ لاکھ ٹن سامان کے لئے گنجائش نکل آئی ہے۔

چٹاگانگ

قیام پاکستان کے تیسرے سال میں بندرگاہوں میں سے چٹاگانگ کی بندرگاہ سے تعلق رکھنے والے مسائل پر حکام کی توجہ خاص طور پر مرکوز رہی۔ کلکتہ کے راستے میں آمد و رفت کے انتظامات میں خلل پڑنے اور ہندوستان سے کوئلہ کی رسد بند ہو جانے کی وجہ سے چٹاگانگ کی بندرگاہ میں فوری توسیع ناگزیر ہو گئی۔ چنانچہ جگہ کی قلت کو دور کرنے کے بعد سامان کو ٹھکانے لگانے کے سلسلے میں مؤثر اقدامات کئے گئے جس کے نتیجے میں اب غیر ملکی جہازوں کو بندرگاہ میں معمول سے بہت زیادہ توقف نہیں کرنا پڑتا اور درآمد کنندگان کا کام فوراً ہو جاتا ہے۔

بندرگاہ میں اس وقت ۱۳ جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی جگہ ہے اور سالانہ ۱۸ لاکھ ٹن سامان کی آمد و رفت کی گنجائش جبکہ تقسیم کے وقت یہاں چار جہازوں کے لئے جگہ اور ۵ لاکھ ٹن سالانہ سامان کی آمد و رفت کی گنجائش تھی۔

دریائے کرنافلی میں رات کے وقت جہازوں کو راستہ دکھانے کے لئے روشنی کے انتظامات تیزی سے کئے جا رہے ہیں۔ اس سے بندرگاہ کی گنجائش میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ تقریباً تمام ضروری ساز و سامان حاصل کر لیا گیا ہے اور اسکیم کے جلد مکمل ہونے کی توقع ہے۔

چٹاگانگ کی بندرگاہ اور مشرقی بنگال ریلوے کا کاروبار ہلکا کرنے کے لئے نئی گھاٹ میگھنا اور پدما کے دریاؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ ایک امدادی بندرگاہ قائم کیا جا سکے۔ جائزوں سے پتہ چلا ہے کہ پوسور چلنا کے نزدیک گہرے پانی میں چلنے والے بحری جہازوں کیلئے کشتیوں کے ذریعہ سامان اتارنے کی جگہ۔ سابقہ دار لنگر گاہ بن سکتی ہے اپریل ۱۹۵۰ء میں لنگر گاہ کی جگہ کا موقع پر معائنہ کیا گیا۔ اور مجوزہ امدادی بندرگاہ کے لئے مطلوبہ انتظامی امور کے متعلق رپورٹ کرنے کے لئے برآمد کنندگان کی ایک عارضی کمیٹی مقرر کی گئی کمیٹی کی بڑی بڑی سفارشات منظور کر لی گئی ہیں اور امید ہے کہ یکم دسمبر تک لنگر گاہ میں کام شروع ہو جائے گا۔

بندرگاہ چٹاگانگ کی ترقی کی طویل المیعاد اسکیموں کے متعلق مشیر انجینئروں یعنی مسرز ایم اوڈی کی رپورٹ حکومت نے منظور کر لی ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ کرنافلی کی پانچ نئی گودیوں تک کی دو گودیوں۔ کوئلہ کی ایک گودی۔ مال لانے لے جانے کے دس شیڈوں اور گیارہ گوداموں کی تعمیر اور پانچ موجودہ گودیوں کی بحالی کا کام شروع کیا جائے۔ مزید برآں کرینیں مہیا کرنے بجلی اور پانی کی سہولتیں بہم پہنچانے، ریلوے یارڈ سڑکیں۔ دفاتر۔ پل اور کھلے گودام تعمیر کرنے کی منظوری بھی دی گئیں۔ اس منصوبہ پر ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۳ء چار سال میں پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ ۱۴٫۱۳ کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ تعمیر کا کام نقشوں کی بنیاد پر جو انفرادی منصوبوں کی تیاری پر طلب کئے جائیں گے۔ ایک یا زائد منتخب ہونے والی فرموں کے سپرد کیا جائے گا۔ اس کام کی نگرانی مشیر انجینئر اور چیف انجینئر (تعمیر) ایسٹ بنگال ریلوے کریں گے یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچنے کے بعد اس بندرگاہ میں سالانہ چالیس لاکھ ٹن سامان کی گنجائش کی حد مقرر کی گئی ہے۔

کراچی

بندرگاہ کراچی میں آنے جانے والے سامان کی مقدار میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سال	درآمد	برآمد	کل جمع
سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء	۱۱۵۷۳۵۳	۱۰۷۵۲۱	۲۱۸۳۸۷۴
سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء	۱۷۰۲۷۴۷	۹۳۹۹۳۴	۲۵۴۳۷۸۱
سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء	۱۹۰۸۴۲۲	۹۲۳۴۷۶	۲۸۳۱۸۹۶ (۴)

(۴) سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء کے اعداد و شمار ۱۹۴۷-۴۸ء کے اعداد و شمار کے تقریباً برابر ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ سنہ ۱۹۴۹-۵۰ء میں عالمگیر جنگ کے باعث ۲۸-۶۳-۵۶۷ ٹن سامان کی آمد و رفت عمل میں آئی تھی۔

بندرگاہ کی وسعت میں مزید ۳۴ سے ۵۰ فیصدی تک اضافہ کرنے کی غرض سے کراچی پورٹ ٹرسٹ کے زیر غور مشرقی ساحلی حصہ کی ۱۷ گودیوں کو بہتر بنانے کی اسکیم ہے۔ وہ لکڑی کی بنی ہوئی ہیں۔ اور انہیں دوبارہ بنانے کی ضرورت ہے۔

کراچی پورٹ ٹرسٹ کے حکام نے مختلف صنعتی اداروں کو ایسے قطعات زمین پٹہ پر دے کر جو ریل پٹڑیوں کے ذریعہ بندرگاہ سے ملے ہوئے ہیں صنعتوں کی بھی مدد کی ہے۔ متعدد صنعتیں جن میں موٹر گاڑیوں کے نئے پرزے جوڑنے کا کارخانہ بھی شامل ہے قائم ہو گئی ہیں۔

شاہی پاکستانی بحریہ نے بندرگاہ کراچی پر بحریہ کی ایک خشک گودی تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ایک ایسی تجارتی خشک گودی تعمیر کرنے کی تجویز بھی زیر غور ہے جس کے مصارف حکومت اور کراچی پورٹ ٹرسٹ مشترکہ طور سے برداشت کریں گے۔ اس کا مقصد تجارتی بحری بیڑہ کی تعداد میں اضافہ کرنا اور بندرگاہ میں آنے والے تجارتی جہازوں کی ضروریات پوری کرنا ہے۔

ٹرسٹیوں کے بورڈ نے انجمن تاجران چوب (TIMBER MERCHANTS ASSOCIATION) کو الاٹ کرنے کے لئے ایک ہزار گز کے ساتھ پلاٹ مہیا کرنے کی اسکیم مرتب کی ہے۔ جوبی تالاب اور بکی اور کئی طرف جانے والی سڑکوں پر صفائی اور روشنی کا انتظام بھی ہوگا۔ اس اسکیم پر اندازاً پانچ لاکھ روپے صرف ہوں گے۔

نئی بندرگاہیں

ان دو بندرگاہوں کے علاوہ مغربی پاکستان میں "پسنی" اور مشرقی پاکستان میں "کھلنا" بندرگاہوں کو فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ "پسنی" ساحل مکران پر واقع ہے۔ اس کی نشوونما سے بلوچستان کے لئے تجارت کا دروازہ کھل جائیگا "پسنی" ماہی گیری کا بھی ایک بہت بڑا مرکز بن سکتا ہے۔

مشرقی پاکستان میں "کھلنا" کی بندرگاہ کے ترقی پا جانے سے پٹ سن وغیرہ کی برآمد میں بہت آسانیاں پیدا ہو جائیں گی اور مشرقی پاکستان خارجی تجارت کے لئے کلکتہ کا محتاج نہ رہے گا۔

مکرم ملک محمد شریف صاحب مبلغ اٹلی بخیریت اٹلی پہنچ گئے!

مکرم ملک محمد شریف صاحب مبلغ اٹلی روم (اٹلی) سے چٹھی موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ "الحمد للہ میں بخیریت تمام آج ۲۴ جولائی ۵۰ء صبح دو بجے کراچی سے روانہ ہو کر (بذریعہ ہوائی جہاز) چار بجے دوپہر روم پہنچا۔ راستہ میں کوئی خاص تکلیف نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احمدیت کے مواقع عطا فرمائے اور کامیابی کے ساتھ تبلیغ کی گئی ...... تمام احباب جماعت کی خدمت میں میرا السلام علیکم عرض کریں۔"

اٹلی میں ان کا پتہ مندرجہ ذیل ہوگا۔

M. S MALIK
VIA F. DOURINI
FIRENZE (ITALIA)

(محمد شفیع سلیم واقف زندگی)

الحمد للہ!

دفتر ہذا کا سائیکل مورخہ ۵؍۸ کو دوپہر کے قریب کسی شخص نے دفتر کی سیڑھیوں سے چرا لیا پولیس کو اطلاع دی گئی۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے ...... جناب اللہ رکھا صاحب A.S.I انچارج چوکی راوی روڈ کی سعی جمیلہ سے یہ سائیکل مع سائیکل چور پکڑا گیا۔ ہم جناب اللہ رکھا صاحب کے ممنون ہیں اور دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔ مینیجر الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت ۱۰۸۵۹: میں نور احمد ولد وزیر بخش صاحب عمر ۴۶ سال ساکن گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲/۷/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد چھ گھماؤں زمین ہے۔ اور مبلغ ۵۰/- روپے جو انجمن کی طرف سے وظیفہ ملتا ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری اس جائداد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد: نور محمد ولد وزیر محمد حال جامعۃ المبشرین ربوہ ضلع جھنگ گواہ شد: حاکم شاہ موصی بقلم خود
گواہ شد: عبد السلام واقف زندگی

وصیت ۱۱۵۵۲: میں محمدہ نسا زوجہ مولوی علیم اللہ صاحب عمر ۶۰ سال ساکن محلہ اسلام پورہ لائلپور شہر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۴/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ زیور طلائی ایک تولہ قیمتی ۱۰۰/- روپیہ۔ نقد مبلغ ۲۰۰/- روپیہ اور حق مہر مبلغ ۳۲/- روپے وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ میں اپنی جائداد قیمتی ۳۰۰/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد اور ثابت ہوگی۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان حال ربوہ پاکستان ہوگی اس کے علاوہ مبلغ ۵/- روپے ماہوار جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتی ہوں

الامتہ: محمدہ نسا بقلم خود گواہ شد: علیم اللہ خاوند موصیہ گواہ شد: محمد یوسف مسجد فضل لائلپور

وصیت ۱۱۵۵۳: میں علیم اللہ ولد دین محمد صاحب عمر ۶۶ سال ساکن محلہ اسلام پورہ لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۶/۴/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد ایک مکان واقع لائلپور قیمتی ۳۰۰۰/- روپیہ۔ ایک مکان واقعہ قادیان محلہ دار الفضل جو دس مرلہ اراضی میں ہے۔ اور ایک کنال سفید زمین واقع دار لشکر قادیان ہے۔ قادیان والی جائداد اگر واپس ملی۔ تو اس کے اور مغربی پنجاب والی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن قادیان حال ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ ماہوار آمد مبلغ ۵۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کے بھی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد اور اس کے علاوہ ثابت ہوگی تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

العبد: عبید اللہ بقلم خود
گواہ شد: شیخ محمد یوسف بقلم خود مسجد فضل لائلپور
گواہ شد: مہر اللہ دتہ بقلم خود

وصیت ۹۵۴۶: میں عنایت بی بی زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب عمر ۵۲ سال ساکن کوٹ آغا ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷/۵/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر مبلغ پانچسو روپے میں نے اپنے خاوند سے وصول پایا ہے۔ سونا ۱۱ ماشہ ہے قیمتی ۸۵/- روپے کی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر اس کے علاوہ جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔

الامتہ: عنایت بی بی اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب ساکن کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ۔
گواہ شد: چوہدری بشیر احمد صاحب خاوند موصیہ ساکن کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ
گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

وصیت ۱۱۹۹۴: میں بیگم سلطان زوجہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ عمر پچاس سال ساکن لاہور دہلی دروازہ احاطہ میاں چراغ دین مبارک منزل بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ پانچ صد روپے حق مہر جو کہ میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائداد ہوگی۔ تو اس کی ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: بیگم سلطان موصی
گواہ شد: حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ
گواہ شد: محمد الیاس فرزند حقیقی موصیہ مذکورہ۔

وصیت ۱۲۷۷۹: میں حسین بی بی زوجہ فضل کریم صاحب عمر ۴۰ سال ساکن کوٹ رتہ ڈاکخانہ رسول نگر ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۲/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے میرے پاس اس وقت پانچسو روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ہو۔ تو یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامتہ: حسین بی بی زوجہ فضل کریم صاحب کوٹ رتہ ڈاکخانہ رسول نگر
گواہ شد: فضل کریم کوٹ رتہ ڈاکخانہ رسول نگر
گواہ شد: عطاء محمد ربوہ

وصیت نمبر ۱۱۰۵۸: میں سردار خان ولد چوہدری نواب خان صاحب عمر ۷۰ سال ساکن جنڈو چک ضلع جموں بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۳/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری پنشن سالانہ ۲۱۰/- روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ بعد میں جیسے صورت ہوگی
العبد: سردار خان بقلم خود ظفروال ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

وصیت نمبر ۱۱۹۷۶: میں امیر بیگم صاحبہ زوجہ میاں ولایت محمد صاحب مرحوم عمر ۵۰ سال ساکن موچی دروازہ لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد نقد روپیہ ۵۰۰/- روپیہ زیور طلائی وزنی چوڑیاں ۴ تولہ قیمتی ۴۲۵/- روپیہ ہے میں اس کل کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: امیر بیگم زوجہ میاں ولایت محمد صاحب مرحوم گلی لوہاراں موچی گیٹ لاہور
گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا
گواہ شد: فضل الرحمن بقلم خود

وصیت نمبر ۱۲۵۴۱: میں چوہدری رحمت علی ولد چوہدری مولا بخش صاحب عمر ۶۳ سال ساکن علی پور ڈاکخانہ مبارک پور ضلع ملتان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸/۳/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ۴ ۱/۲ بیگھہ زمین قیمتی ۱۳۵۰/- روپیہ دوکان کریان قیمتی ۱۵۰۰/- روپیہ ایک گھوڑی کی قیمتی ۲۵۰/- روپیہ ایک عدد گائے معہ وچھی قیمتی ۱۰۰/- ایک عدد جھوٹی قیمتی ۷۰/- روپیہ اور دو عدد رہائشی مکان کچا قیمتی ۶۰۰/- روپیہ کل جائداد ۴۷۶۰/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: چوہدری رحمت علی بقلم خود۔ گواہ شد: محمد سلیم احمد بقلم خود
گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۲۱۴۷: میں غلام اللہ ولد چوہدری غلام محمد صاحب عمر ۳۹ سال ساکن پھلوڑہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۳/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد کوئی نہیں کیونکہ میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ میرا گزارہ ملازمت تنخواہ مبلغ ۲۰/- روپیہ پر ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد پیدا ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔ العبد: غلام اللہ بقلم خود
گواہ شد: غلام محمد والد موصی امیر جماعت
گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۲۶۷۰: میں حمیدہ بیگم زوجہ عزیز احمد درویش عمر ۱۹ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸/۷/۴۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی

الامتہ: حمیدہ بیگم اہلیہ عزیز احمد درویش۔
گواہ شد: نظیر بیگم
" " رقیہ صادق سیکرٹری
" " مفتی محمد صادق۔

وصیت نمبر ۹۳۱۰: میں رحمت علی ولد چوہدری شہاب الدین صاحب عمر ۴۰ سال ساکن مالوکے ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ براستہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اراضی تعدادی پچیس ۲۵ بیگھہ واقعہ مالوکے میری اس اراضی پر مبلغ ۱۶۰۰/- روپیہ قرضہ بصورت رہن ہے۔ باقی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: رحمت علی بقلم خود
گواہ شد: چوہدری فیض عالم نمبردار پریذیڈنٹ
گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا

وصیت ۹۳۲۲: میں فیض عالم نمبردار ولد چوہدری شہاب الدین صاحب عمر ۵۰ سال ساکن مالوکے ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ براستہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۲/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اراضی تعدادی پچیس ۲۵ بیگھہ واقعہ مالوکے ہے۔ اور اس پر قرضہ مبلغ ۱۵۰۰/- روپیہ بصورت رہن ہے۔ میں اس اپنی مذکورہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد علاوہ اس کے جس قدر جائداد ثابت ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد: فیض عالم نمبردار بقلم خود مالوکے
گواہ شد: چوہدری محمد یوسف سیکرٹری مال مالوکے۔ گواہ شد: خورشید احمد انسپکٹر وصایا

درخواست دعا: میرے بھائی نذیر احمد بیمار ہیں احباب درد دل سے دعا فرماویں۔
بشیر احمد حوالدار کلرک پولیس دفتر لاہور۔

تحریک ستمبر کے چندہ کی ادائیگی ذیل کے نقشہ کے مطابق ہو

اخبار الفضل کی متعدد اشاعتوں میں سیکرٹریان مال کی خدمت میں مندرجہ ذیل نقشہ پیش کیا جا چکا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے اس طرف کما حقہ توجہ نہیں فرمائی سو دفتر ہذا کا ریکارڈ اور چندہ دہندہ کا حساب اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک ان خانہ جات کے مطابق خانہ پری نہ کی جائے۔ صرف چند جماعتوں نے اس طرف توجہ کی ہے۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جملہ سیکرٹریان مال کی خدمت میں بطور یاددہانی تحریر ...... ہے کہ وہ توجہ فرما کر مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق خانہ پری کر کے ارسال فرمائیں نقشہ درج ذیل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام وعدہ کنندہ	ماہوار آمد	شرح موعودہ فی صدی	چندہ ماہوار مطابق شرح
زید	۱۰۰/-	۳۳/-	۳۳/-

تقسیم چندہ مطابق ہدایت معطی

حصہ آمد	چندہ جلسہ سالانہ	چندہ تحریک جدید	چندہ مرکز پاکستان - کوئی اور چندہ جو اس میں شامل کرنا ہو
۱۰/-	۱/-	۵/-	۵/-

کالج فنڈ	منارۃ المسیح	کشمیر ریلیف فنڈ	رقم جو تابع مرضی حضور خرچ ہو یا چندہ تحریک ستمبر
۲/-	۴/-	۱/-	۵/-

چنیوٹ کے جعلی اشتہار کا مفصل جواب

چنیوٹ کے ایک فرضی ناظم صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام" کے عنوان سے ایک جعلی اور محرف اشتہار شائع کیا ہے۔ یہ اشتہار مختلف مقامات پر تقسیم کر کے اکر اشتعال انگیزی کی جا رہی ہے۔ جامعہ احمدیہ کے سلسلہ نشریات میں اس کے جواب میں ایک چار صفحہ کا ٹریکٹ شائع کیا جا رہا ہے۔ جہاں جہاں مذکورہ بالا جعلی اشتہار تقسیم ہوا ہے۔ وہاں کے احباب فوراً دو روپے فی سینکڑہ اخراجات طباعت وغیرہ بھیج کر جوابی اشتہار طلب فرمائیں۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ احمد نگر براستہ لالیاں ضلع جھنگ۔

ضرورت معلم

نقاوت ہذا کو ایک صاحب کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ایک معلم کی ضرورت ہے۔ جو چھٹی۔ ساتویں جماعت کے بچوں کو سارے مضامین پڑھا سکیں۔ یعنی انگریزی۔ حساب۔ جیومیٹری۔ فارسی۔ اردو اور علاوہ اس کے احمدیت کی تعلیم بھی دے سکیں۔ کھانا اور رہائش کے علاوہ ۔/۲۰ روپیہ ماہوار بھی ملیں گے۔ خواہشمند دوست جلد درخواست بھجوا دیں۔ عمر رسیدہ دوست کو ترجیح دی جائے گی۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ایک احمدی نوجوان کی شاندار کامیابی

میرے سب سے چھوٹے بھائی عزیزم ایس۔ ایم۔ لطیف پائیلٹ آفیسر (R.P.A.F) جو انگلینڈ میں گراؤنڈ انجینیرنگ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل ۶۰۰ نمبروں میں سے ۵۵۷ نمبر حاصل کر کے اپنی جماعت میں اول نمبر پر آئے ہیں۔ احباب اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں التماس ہے کہ عزیز کے بخیریت پاکستان پہنچنے اور دینی اور دنیاوی ترقیات پانے کے لئے دعا فرمائیں۔ دعا گو خاکسار شیخ محمد اقبال ولد شیخ کرم بخش صاحب۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

"ربوہ میں مکانات بنوانے کی خواہشمندوں کیلئے"

ہم مکانات کی تعمیر کا کام ربوہ میں کر رہے ہیں جو دوست ربوہ میں مکان بنوانا چاہیں وہ ہماری خدمات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ شرائط بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیں۔

محمد احمد خاں معرفت ڈاکٹر منور احمد صاحب ربوہ

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بینظیر تحفہ

سرمہ نور رجسٹرڈ

ربوہ کے مقامی احباب ربوہ جنرل سٹور ربوہ اور لاہور کے مقامی احباب امت دوا صاحبان فرش رتن باغ سے خرید فرمائیں

خالص دیسی گھی سے تیار شدہ کھانے چائے دودھ و دیگر لوازمات طعام کیلئے "صداقت ریسٹورانٹ" متصل جودھامل بلڈنگ لاہور میں تشریف لائیں

کیپٹن جمال الدین گل احمدی منیجر

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں؟

کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

اشتہار زیر دفعہ ۵ - رول ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری اعظم علی صاحب بہادر پی۔ ایس۔ سی (آنرز) پی ایس سی۔ ڈپٹی کسٹوڈین۔ لائل پور

نمبر مقدمہ ۱۱۶ آف سنہ ۱۹۵۰ء

سلطان علی ولد حیات قوم جٹ باجوہ سکنہ چک ۱۵۲ ر۔ب۔ تحصیل لائلپور

بنام

سوداگر سنگھ۔ کپور سنگھ۔ حضور سنگھ۔ خزان سنگھ پسران تیجا سنگھ قوم جٹ باجوہ چک ۱۵۲ ر۔ب امر سنگھ۔ فوجا سنگھ۔ اوتکھ سنگھ پسران جسونت سنگھ چیمہ چک ۱۵۷ ر۔ب تحصیل لائلپور حال ہندوستان

درخواست زیر دفعہ ۱۸ ایکٹ ۱۵ آف ۱۹۴۹ء نسبت قرار داد بدیں امر کہ اراضی ۶۱/۷ کنال مربعہ ۱۱ کیلہ جات نمبری ۸ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۶ - ۱۷ - ۲۴ - ۲۵ واقعہ رقبہ چک ۱۵۲ ر۔ب تحصیل لائل پور کا حق مرتہن متروکہ اراضی نہیں ہے۔ جس کا جائز مرتہن باقبضہ مدعی ہے۔

بنام سوداگر سنگھ۔ کپور سنگھ۔ حضور سنگھ۔ خزان سنگھ پسران تیجا سنگھ قوم جٹ باجوہ چک ۱۵۲ ر۔ب امر سنگھ۔ فوجا سنگھ۔ اوتکھ سنگھ پسران جسونت سنگھ چیمہ سکنہ چک ۱۵۷ ر۔ب تحصیل لائلپور حال ہندوستان

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیان سوداگر سنگھ کپور سنگھ۔ حضور سنگھ۔ خزان سنگھ وغیرہ مذکوران سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں اس لئے اشتہار بذا بنام سوداگر سنگھ۔ کپور سنگھ وغیرہ مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ اگر سوداگر سنگھ کپور سنگھ وغیرہ مذکوران ۲۰/۹ کو بمقام لائلپور حاضر عدالت نہ ہوں گے تو ان کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی آج بتاریخ ۲۰/۸ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دواخانہ خدمت خلق

معجون مقوی: سرد جسم کو گرمانے والی۔ خون کا دوران تیز کرنے والی۔ صرف کمزوروں اور بوڑھوں کو استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت دو تولہ ایک روپیہ۔ **حب لسماک:** خشک کھانسی دمہ کا تیر بہدف علاج۔ قیمت یکصد گولی دو روپیہ۔ **حب زعفرانی:** بلغمی کھانسی کا نہایت ہی مفید علاج۔ قیمت ایک روپیہ۔ **حب قبض کشا:** دو چار گولیاں کھانے سے بغیر درد کے اجابت ہوتی اور جگر اور انتڑیاں صاف ہو جاتی ہیں۔ قیمت ایک درجن ۳/-

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ مغربی پاکستان

کیا آپ نے قیمت اخبار

بذریعہ منی آرڈر بھجوا دی ہے - اگر نہیں بھجوائی تو مہربانی فرما کر اگست سنہ ۱۹۵۰ء میں ختم ہونے والی قیمت اخبار بھجوا دیں اور وی۔ پی کا انتظار نہ کریں منی آرڈر کے ذریعہ قیمت بھجوانے میں آپ کو فائدہ ہے۔

اولاد نرینہ۔ حمل میں اسکے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت بیس روپے۔ دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم

تقسیم سے پہلے متحدہ پنجاب کے ۲۹ اضلاع کے لئے محکمہ تعلیم کا بجٹ ۴۷-۱۹۴۶ء میں ۲ کروڑ ۵۹ لاکھ ۹۶ ہزار ۶۰۰ روپے کا تھا۔ اور اب ۵۱-۱۹۵۰ء کا بجٹ ۱۶ اضلاع کے لئے ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ ۷۱ ہزار ۴۰۰ روپے کا ہے۔ یہ رقم صوبے کے کل اخراجات کا قریباً ۱۶ فی صدی ہے۔ یہ تناسب پنجاب کی تاریخ میں ایک ریکارڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔ موجودہ وقت کی ایک امید افزا صورت حال یہ ہے کہ صوبے میں تعلیم کا **عوامی مطالبہ سرکاری انتظامات کی حدود سے بھی آگے نکل رہا ہے۔ تقسیم کے بعد سکولوں اور کالجوں میں داخلے ۴۰ فی صدی زیادہ ہو چکے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ہر سکول اور کالج میں طلباء کا ہجوم نظر آتا ہے۔** تقسیم کے بعد ایک آدھ دو سال تک تعلیم کی طرف عوام کی توجہ مبذول نہ ہو سکی۔ وجہ ظاہر ہے۔ تعلیم سے کہیں زیادہ اہم مسائل لوگوں کے سامنے تھے۔ محکمہ تعلیم اس دوران میں مہاجر استادوں کے لشکر کو بحال کرنے میں مصروف رہا۔ استادوں کے ساتھ ان اسلامیہ سکولوں کی بحالی بھی ضروری تھی۔ جو پہلے مشرقی پنجاب میں کام کرتے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں پانچ ہزار سے زیادہ استادوں کو یہاں کے تعلیمی اداروں میں جگہ دے دی گئی۔ اور ایک بھی استاد بیکار نہ رہا۔ جن مہاجر سکولوں اور کالجوں نے جدید اجراء کے لئے گرانٹ طلب کی انہیں فیاضی سے گرانٹ دی گئی۔ اب یہ سکول اپنی اپنی پسند کے ضلع میں خوش اسلوبی سے چل رہے ہیں۔

پاکستان کی نئی آزاد ریاست کے آئندہ شہریوں کے لئے نصاب تعلیم بدلنے کی ضرورت تھی۔ اس کام کو ۱۹۴۹ء میں ہاتھ میں لیا گیا۔ اب نیا نصاب تیار ہو چکا ہے۔ جس کے مطابق نئی کتابیں جلد ہی رائج کر دی جائیں گی۔

تقسیم کے بعد پہلے دو سالوں کے دوران میں صوبے کی مالی حالت زیادہ مضبوط نہیں تھی۔ اس کے باوجود تعلیمی اداروں کی توسیع کا سلسلہ بتدریج جاری رہا۔ اور مالی حالت سدھر جانے پر تو یہ رفتار خاص طور سے تیز ہو گئی ہے۔

۵۱-۱۹۵۰ء کے بجٹ میں عزت مآب سردار عبد الرب نشتر اور ان کے مشیروں نے جن نئے اخراجات کا انتظام کیا ہے۔ ان میں تعلیم کے ہمہ گیر فروغ کا پروگرام بھی شامل ہے۔ ایک سال قبل ایک سکیم تیار کی گئی تھی۔ جس کے تحت ہر سال ۳۰۰ نئے پرائمری سکول کھولنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ موجودہ سال کے لئے یہ تعداد ۶۰۰ تک بڑھا دی گئی ہے۔ مارچ ۱۹۵۰ء میں پنجاب میں پرائمری سکولوں اور ثانوی سکولوں کے پرائمری حصوں کی مجموعی تعداد سات ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ۶۰۰ نئے سکولوں کے اضافے سے یہ تعداد ایک دم تقدر ۹ فی صدی بڑھ جائے گی۔ یہ محسوس کیا گیا تھا۔ کہ موجودہ سکولوں کی تعداد میں دوگنا یا سہ گنا اضافہ کرنے کی بجائے تعلیمی ڈھانچے میں کوئی بنیادی تبدیلی کرنا اس وقت زیادہ ضروری ہے۔ پنجاب میں قریباً ۸ لاکھ ۲۶ ہزار لڑکے اور دس لاکھ لڑکیاں سکولوں میں داخل ہونے کی عمر کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ موجودہ سکولوں سے اس تعداد کا بہت تھوڑا حصہ متمتع ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک خاص کمیٹی اس غرض سے قائم کی گئی کہ صوبے میں ابتدائی تعلیم جلد از جلد موزوں پیمانے پر رائج کرنے کا طریق کار تجویز کرے۔ یہ ایک ایسے مسئلہ کو حل کرنے کی پہلی کوشش ہے۔ جس کا آزادی کی ذمہ داریوں سے گہرا تعلق ہے۔

اس سال کے بجٹ میں تعلیم بالغان کے فروغ کے لئے دس لاکھ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک زوردار مہم شروع ہو چکی ہے۔ صوبے کے طول و عرض میں تعلیم بالغان کے مرکز اور کتب خانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ موزوں لٹریچر کی اشاعت اور سماعی اور بصری امداد کی تدابیر (مثلاً تعلیمی فلمیں اور ریڈیو) پر بھی اس سکیم کے تحت عمل ہوگا۔ کوشش یہ کی جائے گی کہ اس مہم کو محکمانہ سرگرمی کی بجائے ایک عوامی تحریک کی صورت دی جائے۔ نئے اخراجات میں اعلیٰ تعلیم کے لئے مزید سہولتیں دینے کا انتظام بھی موجود ہے۔ تین نئے گورنمنٹ کالج بھی کھولے جا رہے ہیں۔ ایک لڑکوں کا اور دو لڑکیوں کے۔ اب صوبے میں غیر سرکاری انتظامات کے تحت چلنے والے کالجوں کے علاوہ ۱۴ گورنمنٹ کالج لڑکوں کے لئے اور ۴ لڑکیوں کے لئے ہوں گے۔ پنجاب یونیورسٹی کے لئے دس لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی گئی ہے۔ پرائیویٹ کالجوں اور سکولوں کی گرانٹوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

نئے پلان کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں سائنس کی تعلیم اور لڑکیوں کی تعلیم کی ترقی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ جن گورنمنٹ کالجوں میں ایف۔ ایس۔ سی کے درجے تک سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں اب بی۔ ایس۔ سی تک تعلیم دی جائے گی۔ اور جن میں سائنس کی تعلیم کا انتظام نہیں تھا۔ وہاں ایف۔ ایس۔ سی کی کلاسیں شروع کر دی جائیں گی۔ غیر سرکاری کالجوں کو سائنس کی تعلیم کی توسیع کے لئے خاص گرانٹیں دی گئی ہیں۔ ان تمام نئی سرگرمیوں میں لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم کے لئے قریباً برابر رقوم دی گئی ہیں۔ ٹرینڈ استادوں کی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کو نارمل سکولوں میں ایک لاکھ روپے کے وظیفے دیئے جا رہے ہیں۔

اعلان تعطیل: یوم پاکستان کے موقع پر الفضل میں چھٹی رہے گی یعنی ۱۵ر اگست کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ خریدار اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔ (مینیجر)

اہل پاکستان کی کامیابی کا راز

(قائد اعظم کے اپنے الفاظ میں)

(۱)

ہمیں ایسے راسخ العقیدہ اہل ہمت اور اصحاب عزم کی ضرورت ہے۔ جو اپنے معتقدات کی حفاظت کے لئے تمام دنیا کے مقابلے میں تن تنہا ڈٹ جانے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ ہمیں طاقت اور عزم پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ طاقت و عزم عام مسلمانوں کے باہمی انضباط اتحاد اور وحدت کے بغیر حاصل نہ ہو سکے گا۔ (خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس لکھنؤ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(۲)

مسلمانو! اپنے درمیان کامل اتحاد اور یکجہتی قائم رکھو۔ آپس میں لڑو گے۔ تو تمہاری کوئی بھی مدد نہ کریگا۔ اور تم ذلیل ہو جاؤ گے۔ اس لئے اتحاد و اتفاق قائم رکھو۔ (خطبہ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن بمقام ناگپور دسمبر ۱۹۴۱ء)

(۳)

اگر آپ باہمی تعاون سے کام کریں۔ ماضی کو بھول جائیں۔ اور گذشتہ را صلوٰۃ پر عمل کریں۔ تو یقیناً آپ کامیاب ہوں گے۔ اگر آپ مل جل کر اس جذبہ کے تحت کام کریں۔ کہ ہر شخص خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ ماضی میں آپ کے تعلقات خواہ کیسے ہی رہے ہوں۔ اس کا رنگ۔ نسل۔ مذہب کچھ ہی ہو اولاً ثانیاً آخراً اسی مملکت کا شہری ہے۔ اس کے حقوق مراعات اور ذمہ داریاں مساوی و یکساں ہیں۔ تو ہم بے حد ترقی کر جائیں گے۔ ہمیں اس جذبے کے تحت کام شروع کر دینا چاہیئے پھر رفتہ رفتہ اکثریت اور اقلیت کے مسلمان فرقہ اور ہندو فرقہ کے تمام اختلافات مٹ جائیں گے۔ (مجلس دستور ساز پاکستان ۱۱ر اگست ۱۹۴۷ء)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت محض "خدا" یا "اللہ" کہنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت "اللہ تعالیٰ" یا "خدا تعالیٰ" کہا کریں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کی غرض الٰہی صفات اور عظمت کو قائم کرنا ہے۔ اس لئے زبان پر بھی اللہ تعالیٰ کا نام آتے وقت اس کی بلندی شان کا اظہار ہونا چاہیئے۔

مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ رتن باغ میں میرے عرض کرنے پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ ادب کے لحاظ سے تو خدا تعالیٰ ہی کہنا چاہیئے۔

(سراج الدین سائیکل ڈیلر نیلا گنبد لاہور)

(۴)

ہم ایک نہایت پر آشوب دور سے گذر رہے ہیں۔ خوش آئند مستقبل کا آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے۔ کہ اتحاد ایقان اور تنظیم کے اصول پر کاربند رہ کر ہم نہ صرف دنیا کی پانچویں بڑی مملکت بنے رہیں گے۔ بلکہ ہر قوم کی برابری کر سکیں گے۔ کیا آپ آزمائش کی اس آگ میں سے گذرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ عوام کی خدمت۔ دیانت اور تندہی سے کرنے کا مصمم ارادہ کر لیں۔ ہم خوف و خطر اور پریشانی کے دور میں سے گذر رہے ہیں۔ اتحاد۔ تنظیم اور ایقان کا ہونا ہمارے لئے از حد ضروری ہے۔ (ریوے افسران سے خطاب بمقام کراچی ۲۷ر دسمبر ۱۹۴۷ء)

(۵)

ہم اپنے شاندار مستقبل کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم اپنی کوششوں میں کمی نہ کریں یا انہیں اپنے اندرونی تنازعات میں ضائع نہ کر دیں۔ ہمیں اس وقت سے زیادہ اتحاد کی ضرورت کبھی نہ تھی۔ ہم صرف متحدہ کوششوں اور یقین محکم سے ہی پاکستان کے خواب کو حقیقت کا جامہ پہنا سکتے ہیں۔

ہم خطرناک زمانے میں سے گزر رہے ہیں۔ طاقت کے بل پر جو کھیل فلسطین اور انڈونیشیا میں کھیلا جا رہا ہے۔ وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ صرف متحدہ محاذ ہی سے دنیا میں ہماری آواز کی شنوائی ہو سکتی ہے۔ (پیغام عید ۱۹۴۸ء)

درخواست دعا: میرے برادر نسبتی حکیم سردار محمد صاحب ڈگری سندھ میں معہ دیگر احمدی احباب زخمی ہو گئے ہیں۔ احباب انکی جلد از جلد صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار محمد یوسف یالمکی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ!
ھُوَ النَّاصِرُ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوجوانانِ جماعت کے ایمان کا امتحان

خدّام اپنے آقا کی طرف سے عائد کردہ ذمہ واری کو سمجھیں!

اور

کوشش کریں کہ دفتر دوم کی ساری کی ساری رقم وصول ہو جائے

خدا تعالیٰ سے کیا گیا وعدہ بہت بڑی ذمہ واری رکھتا ہے!!

"مَیں جماعت کے نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو عظیم الشان ذمہ واریاں اُن پر عائد ہوتی ہیں اُن پر غور کریں۔ .... وہ اِس بات کو اپنے ذمہ لے لیں کہ انہوں نے ہر ممکن طریقہ سے اِس اگلے دَور کو کامیاب بنانا ہے اور اس کے لئے اُنہیں کتنی بھی قربانیاں کرنی پڑیں وہ ضرور کریں گے۔"

"مَیں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اِسی لئے اُٹھایا ہے تا جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف توجہ دلاؤں۔ سو مَیں سب سے پہلے اُن کے سپرد یہ کام (دفتر دوم کے وعدوں کے حصول کا کام اور جملہ وعدوں کی وصولی کا کام) کرتا ہوں اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دیں گے۔ اور کوشش کرینگے کہ ساری کی ساری رقم وصول ہو جائے۔"

ارشادات سیّدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ دوستوں کے علم میں ہے سیّدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتر دوم کی مضبوطی کی ذمہ داری اس سال خدام الاحمدیہ کے سپرد فرمائی ہے۔ اس ذمہ داری کا ایک بہت بڑا حصہ ابھی ادا کیا جانا باقی ہے۔ دفتر دوم کے ایک لاکھ تیس ہزار روپے کے وعدوں میں سے نو ماہ کے عرصہ میں صرف چالیس ہزار روپے کی وصولی ہے۔ تحریک جدید کا کام بفضلہ تعالیٰ بیرونی ممالک میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ احمدیت کی تبلیغ کے نئے نئے راستے کھول رہا ہے۔ ان مواقع سے پورا فائدہ اُٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ نئی نئی جگہوں پر جلد سے جلد مشن قائم کئے جائیں اور جو پہلے سے قائم ہیں اُنہیں زیادہ مضبوط بنایا جائے۔ مگر دفتر دوم کے وعدوں کی وصولی کی موجودہ رفتار کے پیش نظر کام کی وسعت کا خیال تو الگ رہا اس رقم میں روزمرہ کا کام چلانا بھی مشکل ہو رہا ہے۔

وصولی کی اس غیر معمولی کمی کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وعدوں کی ادائیگی کی آخری میعاد میں ابھی دو تین ماہ کا عرصہ باقی ہے اور دوست اس خیال میں ہیں کہ اس عرصہ میں ادا کر دیں گے۔ ایسے دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس طریق سے سلسلہ اُن کے وعدے سے بہت کم فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ بیرونی مشنوں کو روپیہ اکٹھا بھجوایا جاتا ہے۔ جس کے لئے روپے کی فوری اور اکٹھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر سے قرض کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے بار بار یاددہانیوں پر ایک زائد خرچ پڑ جاتا ہے۔ پھر یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ عین آخری وقت پر وعدہ ادا کرنے کا ارادہ رکھنے والے دوست غیر متوقع حالات کے پیش آجانے کی وجہ سے رقم ادا کرنے سے ہی رہ جاتے ہیں۔ ذیل میں سیدنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بعض ارشادات احباب کے استفادہ کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔ جن سے احباب کو معلوم ہوگا کہ تحریک جدید کا وعدہ بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس کا جلد سے جلد ادا کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ سے کئے گئے وعدے بہت بڑی ذمہ داری رکھتے ہیں

"خدا تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ بہت بڑی ذمہ واری رکھتا ہے..... قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالےٰ سے کئے جاتے ہیں وہ مسئول ہیں۔ یعنی اُن کے بارے میں جواب طلبی ہوگی۔ وہ آدمی جس نے وعدہ نہیں کیا وہ کمزور ہے اور خدا تعالےٰ اُسے حقارت کی نظر سے دیکھے گا لیکن جس نے وعدہ کیا ہے اور اُسے پُورا نہیں کیا وہ مجرم ہے اور خدا تعالےٰ اُسے سزا دے گا۔ پس یہ وعدے معمولی چیز نہیں۔"

اپنی مرضی سے کیا ہوا عہد بہرصورت پورا ہونا چاہیئے

"کوئی اگر اپنی مرضی سے چندہ لکھاتا ہے اور کسی قربانی کیلئے اپنے آپکو پیش کرتا ہے تو اُس کا فرض ہے کہ اپنے عہد کو نباہے۔ خواہ کس قدر ہی تکلیف ہو اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ کیلئے مَوت قبول کر کے انسان مَوت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جسکی نیت وعدہ پُورا کرنے کی نہ ہو وہ وعدہ کرے ہی نہیں کیونکہ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم اِس بات سے سخت ناراض ہوتے ہیں کہ تم خوشی سے ایک عہد کرو اور پھر عملی رنگ میں اُسے پُورا نہ کرو۔"

وعدہ پُورا کرنے کیلئے یاد دہانی کی ضرورت نہ ہونی چاہیئے!

"مَیں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھد یا جائے اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو، یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہوں اور لوگ خاموش بیٹھے ہوں ...... تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دیگا۔ اور تمہاری جیبیں بھی خدا تعالیٰ کے حضور فریاد کرینگی۔ اور پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے تمہارے روپیہ کو بڑھا دیگا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنیوالا اس زمیندار سے بدبخت نہیں ہو سکتا جو چند سیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانے زمین میں ڈال کر کئی ہزار من غلہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر وہ دُنیا کی خاطر دانے ڈال کر زیادہ کما لیتا ہے تو دین کی خاطر خرچ کرنے والا کب گھاٹے میں رہ سکتا ہے۔"

وعدہ جس قدر پہلے ادا کیا جائے اُتنا ہی زیادہ ثواب کا موجب ہے

"نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اُتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سال کے آخر میں دے دینگے بعض اوقات وہ دے ہی نہیں سکتے...... جو لوگ آخر وقت نماز ادا کرنیکے عادی ہیں وہ بھول بھی جاتے ہیں۔ پہلے دینے کا ثواب زیادہ ہوتا ہے...... ایک دن کا ثواب بھی معمولی چیز نہیں کہ اُسے چھوڑا جا سکے۔ جو لوگ ملازمت میں ایک دن پہلے شامل ہوتے ہیں وہ ساری عُمر سینئر رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ سمجھ لو کہ خدا کے انعام پہلے اُس پر ہونگے جو پہلے شامل ہوتا ہے۔"

وعدہ ادا کرنے والوں میں آخری آدمی بننا خوبی کی بات نہیں

"تمہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ تم نیکی میں سب سے پہلے حصّہ لینے والے بنو۔ اور اگر تم کسی وجہ سے پہلے حصّہ لینے والوں میں نہ آسکو تو کوشش کرو کہ درمیانی درجہ تمہیں میسّر آجائے۔ اگر تم درمیان میں بھی شامل نہ ہو سکے تو اس کے بعد جس قدر جلد نیکی میں حصّہ لے سکو لے لو۔ اور کم سے کم تم یہ کوشش کرو کہ تم آخری آدمی مت بنو۔"

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ ارشادات پیش کرتے ہوئے نوجوانانِ جماعت و مجالس خدام الاحمدیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ دفتر دوم کے وعدوں کی وصولی کی طرف پُوری توجہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ وقت بہت ہی تھوڑا باقی ہے اور کام زیادہ ہے۔ جس کے لئے دن رات کوشش کی ضرورت ہے۔ اُمید ہے تمام مجالس خدام الاحمدیہ اپنے اپنے حلقہ میں سکیم کے ماتحت ہر نوجوان کے پاس جا کر وعدوں کی وصولی کے متعلق جدّوجہد فرمائیں گی اور کوشش کرینگی کہ تمام کے تمام وعدے جلدی سے جلدی پُورے ہو جائیں۔ والسّلام

خاکسار

عبد الرشید قریشی

وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ دار الھجرۃ

10 8/50

(کوہ نور پرنٹنگ پریس لاہور)